ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ڈاکٹر محمد افضال بٹ
صدر شعبۂ اردو جی سی ویمن یونی ورسٹی سیال کوٹ
روبینہ زیدی
پی ایچ ڈی سکالر جی سی ویمن یونی ورسٹی سیالکوٹ

اردو ادب کے فروغ میں مجلہ "نقوش" کا کردار

Dr. Muhammad Afzal Butt
Chairperson, Department of Urdu, Govt. College Women University, Sialkot.
Rubina Zaidi
Scholar PhD Urdu, Govt. College Women University, Sialkot.

The Role of “Naqoosh” in the Development of Urdu Literature

Monthly “Naqoosh” was a trend setter Urdu magazine started by Muhammad Tufail in March 1948. It published creative works along with critical writings. It flourished a particular trend of publishing numerous “Khas Numbers”. These khas numbers have the worth of Encyclopedias. The role played by this magazine for the development of Urdu literature and research during its third period is worth mentioning in golden words in the history of Urdu literature.
Key Words: *Trend, Urdu magazine, Creative, Critical, Particular, Encyclopedia, Literature.*

اردو ادب کے تخلیقی سفر میں اردو ادبی مجلات کلیدی دستاویزات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ فقط نت نئی تخلیقات سے ہی قارئین کا من ورنجن نہیں کرتے بل کہ محققین وناقدین کو بھی سیر اب کرتے ہیں۔ اردو زبان میں ادبی مجلات برصغیر پاک وہند میں انیسویں صدی میں شائع ہونا شروع ہوئے اور مولوی محمد باقر کا" دہلی اردو اخبار" اس سلسلے کی پہلی کڑی ہے۔ تاہم اردو مجلہ نگاری کو فروغ ماسٹر رام چندر کے "فوائد الناظرین" کی روشن خیالی اور سر سید احمد خاں کے "تہذیب الا خلاق" کی کشادگی نے دیا۔ اس کے بعد تو دیپ سے دیپ جلنے کا ایک سلسلۂ لا متناہی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

شروع ہو گیا۔ بیسویں صدی میں لاتعداد اردو رسائل ادبی افق پر چمکے۔ ان میں سے کچھ معدوم ہو گئے اور چند نے طویل عمر پائی جن میں سے محمد طفیل کا "نقوش" ایک عرصے تک اپنی آب و تاب دکھاتا رہا ہے۔

"نقوش" کا اجرا اتفاقاً نہیں بل کہ یہ ایک سوچی سمجھی ادبی منصوبہ بندی کا نتیجہ تھا جس کا مقصد زندگی آمیز اور زندگی آموز ادب کی نشر و اشاعت، احساسات، جذبات اور تصورات کو جمالیاتی اور فنی اسالیب کے سانچے میں ڈھالنا، ترقی پسندی کو رواج دینا اور اردو زبان کی ترقی و ترویج کے لیے کوششیں کرنا تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے ۱۹۴۴ میں لاہور میں ادارۂ فروغِ اردو کی بنیاد رکھی۔ نقوش کا اجرا اسی کے تحت کیا گیا۔۔ "نقوش" نے اپنے ادبی سفر کا آغاز محمد طفیل، احمد ندیم قاسمی اور ہاجرہ مسرور کی سرپرستی میں مارچ ۱۹۴۸ء میں لاہور سے کیا۔ احمد ندیم قاسمی "نقوش" سے قبل پشاور میں چودھری نذیر احمد کے رسالے "سویرا" کی ادارت کر رہے تھے۔ محمد طفیل نے ان سے بذریعہ خط و کتابت ایک رسالے کے اجرا کی بات چیت کی تو وہ "سویرا" کی ادارت چھوڑ کر لاہور تشریف لے آئے اور یوں "نقوش" کا اجرا ہوا۔ بقول احمد ندیم قاسمی:

> "انہی دنوں طفیل صاحب نے اس شرط کے ساتھ ایک ادبی رسالہ جاری کرنے کا ارادہ ظاہر کیا جس کی ادارت بہر صورت مجھے اور میری ادیب بہنوں میں سے کسی ایک کو سنبھالنی تھی۔ میں نے رسالے کا نام "نقوش" تجویز کیا۔ طفیل صاحب کو اس کا ڈیکلریشن بھی مل گیا۔ ہاجرہ بہن اور میں اس کے مدیر مقرر ہوئے۔ یہ ہم تینوں کا مشترکہ رسالہ تھا۔"(۱)

جہاں تک "نقوش" کی **وضع قطع اور ساخت** کا تعلق ہے تو تھوڑے بہت فرق کے ساتھ اکثر عنوانات مستقل حیثیت کے حامل ہیں۔ اس کے سرورق پر "زندگی آمیز اور زندگی آموز ادب" کے الفاظ تحریر تھے جو اس کے مقاصد کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس کا اداریہ "طلوع" کے عنوان سے ہے جسے مدیر محمد طفیل تحریر کرتے تھے۔ نقوش کے چوتھے دور میں مدیر جاوید طفیل نے "طلوع" کے عنوان سے ہی محمد طفیل کے تحریر کردہ اداریے دوبارہ "نقوش" کے صفحات کی زینت بنائے ہیں۔ دوسرا اداریہ "اس شمارے میں" کے عنوان سے تحریر کیا جاتا تھا۔ اسے مدیر محمد طفیل، محمد نقوش کے نام سے تحریر کرتے تھے۔ دونوں اداریے جریدے کے اہم مشمولات، مدیر کے تحقیقی ذوق اور کاوشوں کے غماز ہیں۔ چوتھا عنوان بطور "عظیم فنکار" ملکی و بین الاقوامی فنکاروں کی شخصیت و فن پر

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

مضامین، ان کے ادبی کارناموں اور غیر ملکی ادب کے تراجم پر مشتمل ہوتا تھا۔ تاہم یہ عنوان مستقل حیثیت نہیں رکھتا تھا۔

پانچواں عنوان "شخصیات" کے نام سے ملکی و غیر ملکی ادبی شخصیات کے فکر و فن پر گراں قدر معلومات فراہم کرتا ہے۔ یہ عنوان بھی مستقل حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ چھٹا عنوان بطور "مقالے" متنوع موضوعات پر تحقیقی و تنقیدی مقالات پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس میں بڑے بڑے محققین مثلاً ڈاکٹر معین الرحمٰن، ڈاکٹر نثار احمد فاروقی، اکبر حیدر کاشمیری، محمد حنیف نقوی، ڈاکٹر سہیل بخاری، ڈاکٹر سلیم اختر، ڈاکٹر مرزا حامد بیگ وغیرہ کی تحقیقی و تنقیدی کاوشیں شامل ہوتی تھیں۔ ساتویں عنوان "گمشدہ مضامین" کے تحت وقت کی دبیز دھول کی نظر ہو جانے والے گراں مایہ مضامین کو شائع کیا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر مئی ۱۹۶۹ء کے شمارے میں شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی کا ایک مضمون " قرآن مجید کا سب سے پہلا اردو ترجمہ از شاہ عبدالقادر" شائع ہوا۔ یہ عنوان بھی غیر مستقل تھا۔ آٹھواں عنوان "نظمیں غزلیں" کے نام سے قدیم و جدید شعرا کے منتخب کلام پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس حصّے کے تحت "نقوش" نے نہ صرف قدما کے کلام کی بازیافت کی بل کہ کئی نئے شعرا کو متعارف کرایا۔ نویں عنوان "افسانے، طنزیے، خاکے" کے تحت نئے اور پرانے لکھنے والوں کی تخلیقات قارئین کی تفریح و تفننِ طبع کا ذریعہ بنتی تھیں۔ ان میں غلام الثقلین نقوی، جوگندر پال، سائرہ ہاشمی، خورشید عالم، احمد سعید، آغا بابر، عصمت چغتائی، قرۃ العین حیدر، کرشن چندر، منٹو، ممتاز مفتی، اشفاق احمد، بانو قدسیہ جیسے ممتاز ادیب شامل ہیں۔ دسواں عنوان "حالاتِ حاضرہ" کے تحت قارئین کو دنیا کی حالیہ صورتِ حال سے واقفیت دیتا تھا۔ مثال کے طور پر مئی ۱۹۶۹ کے شمارے میں نصیر عالم کا مضمون "دنیائے عرب" کے نام عرب ممالک کے احوال پر روشنی ڈالتا ہے۔ گیارہواں عنوان "تبصرے" کے نام سے مختلف موضوعات پر اہم ادیبوں کی قیمتی آرا پر مشتمل ہوتا تھا۔ مثلاً مئی ۱۹۵۹ کے شمارے میں تین تبصرے "بہار میں اردو زبان و ادب کا ارتقا"، "شرح دیوانِ غالب" اور "خزینۂ معارف" شائع ہوئے۔ آخر میں "کھلے خط" کے نام سے ایک گوشہ مصنفین و قارئین کے خطوط بنام مدیر کے لیے مختص تھا۔

"نقوش" کے ماہناموں، سالناموں، سلور جوبلی و گولڈن جوبلی نمبروں اور خاص نمبروں میں زبان و ادب کے بیش بہا سرمایہائے علم اپنی بہار دکھا رہے ہیں۔ محمد طفیل کو مولوی عبد الحق نے "نقوش" کی ادبی خدمات کی بدولت محمد نقوش کا نام دیا۔ اس کا **پہلا شمارہ** ۸۶ صفحات پر مشتمل تھا۔ طلوع کے نام سے اداریہ ہاجرہ مسرور نے لکھا۔ مضامین افسانے اور شاعری کا بے حد متنوّع اور معیاری انتخاب اس میں شامل تھا۔ نقوش کے اشاعتی سفر کے

دوران اس کے خاص نمبر ہی اس کی وجۂ شہرت بنے۔"نقوش" کی ادبی خدمات **کو چار ادوار** میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

پہلا دور (مارچ۱۹۴۸ء تا اپریل ۱۹۴۰ء) صرف دس ابتدائی شماروں پر مشتمل ہے۔اس دور میں ترقی پسند تحریک اپنی فعالیت کو بااندازِ دگر ظاہر کر رہی تھی اور مدیران نقوش اس تحریک کے سرگرم ارکان تھے چنانچہ ابتدا میں نقوش نے بھی ترقی پسند تحریک کی علم برداری کا فریضہ سر انجام دیا اور ادبی مواد کے ساتھ ساتھ نیم سیاسی مواد بھی اس کے صفحات کی زینت بنا۔ حتیٰ کہ اس کی روش جارحانہ ہو گئی اور اس کے "طلوع" میں احمد ندیم قاسمی کے اس قسم کے بیانات ظاہر ہونے لگے: "ہم ملک کے تمام کارخانوں، زمینوں، اداروں، حتیٰ کہ پیران عظام کے آستانوں کو بھی قومی ملکیت بنانا چاہتے ہیں"[۲]

ان عزائم کے جلو میں مدیرانِ نقوش نے اس کے صفحات کو انجمن ترقی پسند مصنفین کی تعمیر و ترقی کے لیے وقف کر دیا اور ادبی مجلہ ہونے کے باوجود یہ ترقی پسند تحریک کا پارٹی آرگن بن گیا۔ لیکن اس کا "زندگی آموز اور زندگی آمیز ادب" اربابِ اختیار کو پسند نہ آیا اور اسے سیاسی سرگرمیوں کی پاداش میں چھ ماہ کی جبری پابندی کا سامنا کرنا پڑا۔ بقول احمد ندیم قاسمی:

> "میں نے منٹو کا ایک افسانہ "کھول دو" "نقوش" میں درج کیا تو حکومت کو حملہ آور ہونے کا بہانہ مل گیا چنانچہ "نقوش" کو (اور ساتھ ہی کسی بہانے "ادب لطیف" اور "سویرا" کو بھی) سیفٹی ایکٹ کے تحت چھ ماہ کے لیے بند کر دیا گیا۔"[۳]

"نقوش" کے پہلے دور میں جو مضامین شائع ہوئے ان میں سید احتشام حسین کا "ادیب، حب الوطنی اور وفاداری"، اختر انصاری کا "یہاں ڈالر اگتے ہیں"، ظہیر بابر کا "یا خدا اور اس کا دیباچہ"، ڈاکٹر عبادت بریلوی کا "اردو ادب کی ترقی پسند تحریک" چند اہم مضامین میں شمار کیے جاسکتے ہیں اور نقوش کے مزاج کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اگر شاعری کی بات کریں تو اس دور میں زیادہ تر ترقی پسند شعرا کی غزلیں اور نظمیں نقوش کی وساطت سے قارئین تک پہنچتی رہیں۔ اس دور میں ادب کے سالانہ جائزے کی طرف توجہ بھی دی گئی چنانچہ "جشنِ آزادی نمبر" میں "اردو نثر"، "اردو فلم" کے موضوع پر جائزہ اور "اردو کا مستقبل کیا ہے؟" کے موضوع پر مذاکرہ بھی شاملِ اشاعت ہے۔اس آزادی نمبر اور عالمی امن نمبر کی سی خصوصی اشاعتوں نے اس رسالے کا قد مزید بڑھا دیا۔ تاہم خفیہ پولیس کی دھمکیاں اور پوچھ گچھ، محمد طفیل کی سیاسی بے بسی اور احمد ندیم قاسمی کی اقتصادی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

بے بسی کے باعث اپریل ۱۹۵۰ء میں ہاجرہ مسرور اوراحمد ندیم قاسمی "نقوش" کی ادارت سے دست بردار ہوئے اور یوں اس کے پہلے دور کا خاتمہ ہوا۔ بقول احمد ندیم قاسمی:

"طفیل صاحب کی سیاسی بے بسی اور اپنی اقتصادی بے بسی کا تقاضا یہی تھا کہ اس اشتراک کو ختم کر دیا جائے۔ میں اوپر کی منزل پر اپنے کمرے میں جا کر معاہدے کی وہ نقل اٹھالایا جو "نقوش" کی ملکیت کے اشتراک سے متعلق تھی۔ پھر میں نے طفیل صاحب کے سامنے اسے پھاڑ کر پھینک دیا اور عرض کیا کی آپ بھی مجبور ہیں، ہم بھی مجبور ہیں مگر انسانی سطح پر ہمارے تعلقات میں کوئی رخنہ نہیں پڑنا چاہیے"(۴)

"نقوش" کے دوسرے دور کا آغاز گیارہویں شمارے (مئی ۱۹۴۰ء) سے ہوتا ہے۔ اس کی ادارت سید وقار عظیم کو سونپی گئی۔ یہ مختصر ترین دور فقط آٹھ شماروں ۱۱ تا ۱۸ (مئی ۱۹۵۰ء تا مارچ ۱۹۵۱ء) پر محیط ہے۔ وقار صاحب نے اس مختصر عرصے میں "نقوش" کی کایا پلٹ دی۔ انہوں نے اس کا رابطہ زندگی کے ساتھ استوار رکھا مگر سیاسی مداخلت کو گوارانہ کیا۔ انہوں نے "نقوش" کا نیا نقطۂ نظر ان الفاظ میں واضح کیا:

"ادب کے سرچشمے زندگی ہی سے پھوٹتے ہیں زندگی سے بے تعلق ہو کہ ادب بے معنی ہے۔، لیکن ادب کو زندگی کی مصوری اور ترجمانی کرتے وقت روایتی اور فنی لطافتوں سے بے نیاز نہیں ہونا چاہیے۔۔۔" نقوش" ماضی کے نقوش کا امین اور حال کے تقاضوں کا پاسباں ہے"(۵)

اس دور میں جمالیاتی قدروں اور ادب کی روایتوں کے امین ادیبوں کی حوصلہ افزائی کی گئی اور ان کے مقالات "نقوش" کے صفحات کی زینت بنے۔ ان مقالات میں نیاز فتح پوری کا "اندلس میں آثارِ علمیہ"، نصیر الدین ہاشمی کا "قدیم اردو کی رزمیہ مثنویاں"، ممتاز شیریں کا "اردو کا بہترین ریورتاژ"، عابد علی عابد کا "فورٹ ولیم کالج کے چند ناول نگار"، مولانا صلاح الدین احمد کا "اردو ناول"، صوفی تبسم کا اردو شاعری کی طرف پیش قدمی" قابلِ ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں ۱۹۵۰ء میں ایک ناولٹ نمبر بھی پیش کیا گیا۔ اس میں انتظار حسین کا ناولٹ "اللہ کے نام پر" اے حمید کا "جہاں برف گرتی ہے"، اشفاق احمد کا "مہمان بہار"، شوکت تھانوی کا "سسرال"، اور سعادت حسن منٹو کا "کٹاری" شائع ہوئے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"نقوش" کا تیسرا دور طویل ترین (اپریل ۱۹۵۱ء تا ستمبر ۱۹۸۶ء) اور سنہری دور ہے۔ اس دور میں رسالے کی ادارت اس کے بانی محمد طفیل نے اپنے ہاتھوں میں لی۔ بقول جاوید طفیل:

"اس دور میں "نقوش" کے بانی محمد طفیل اس کے مدیر تھے"(۶)

محمد طفیل نے اس موقع پر اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

"جب نقوش ہمکنے اور ٹوں ٹاں کرنے لگا تو اس کی پرورش میرے سپرد ہوئی۔۔۔ بیماری سمیت اس وقت اس کی عمر اڑھائی برس ہو گی۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری تھی، میری راتوں کی نیند اچٹ گئی، میں سوچتا تھا اتنا خوبصورت اور ہونہار بچہ۔۔۔ اگر میری نگرانی میں پنپ نہ سکا تو کتنی جگ ہنسائی ہو گی، میں تو لاجوں مر تا رہا۔ میرے مالی حالات زیادہ اچھے نہ تھے۔ مگر میں چاہتا تھا اسے ولایت تک بھیجوں، حوصلے اتنے۔۔۔ وسائل محدود۔"(۷)

اگرچہ محمد طفیل خود ایک باضابطہ ادیب نہیں تھے مگر ادب پروری کے جنون نے ان کی رہبری کی اور انہوں نے "نقوش" کو پروان چڑھانے میں دن رات ایک کر دیا اور چند ہی برسوں میں اسے اس مقام پر پہنچا دیا جہاں بہت کم رسائل پہنچ پائے۔ بقول ڈاکٹر انور سدید:

""نقوش" اگرچہ اپنے پالنے میں ہی جوان ہو گیا تھا لیکن وہ "نقوش" جس نے آئندہ چند برسوں میں بے مثال اور بے نظیر حیثیت اختیار کی، در حقیقت ۱۹۵۱ء میں اپنے حقیقی ادبی پالنہار کی آغوشِ عافیت میں آیا اور پھر اس کے ارتقا کا گراف مسلسل بلند ہوتا گیا، صوری اور معنوی خوبیاں بڑھتی چلی گئیں، کامیابیاں "نقوش" کی گردِ راہ بن گئیں اور ادبی حلقوں میں اس کی عظمت اور احترام بڑھتا چلا گیا۔ ایک محقق کا یہ قول ضرب المثل بن گیا کہ "جو ادیب "نقوش" میں نہیں چھپتا اس کا ادیب ہونا مشکوک ہے۔" اس دور کے بیشتر ادبی پرچوں کو شکایت تھی کہ انہیں اچھے مضامین دستیاب نہیں ہیں اور نہ انہیں پرچے کے خریداروں کا تعاون حاصل ہے۔ لیکن "نقوش" نے اپنے صفحات سے اس قسم کی شکایت کبھی نہیں ابھاری اور حقیقت یہ ہے کہ "نقوش" میں

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

قاری، مصنف اور مدیر نے ایک مضبوط اور ہم رشتہ مثلث تشکیل دی تھی اور اس کے استحکام میں روز افزوں اضافہ ہوتا چلا گیا۔"(۸)

محمد طفیل نے "نقوش" کو کسی ایک دائرے میں محدود رکھنے کے بجائے ایک ایسا مرکزی راستہ منتخب کیا جس پر آکر تمام راہیں مل جاتی تھیں اور اپنے صفحات پر ان تمام ادبی تخلیقات کو آراستہ و پیراستہ کیا جنہیں دیگر چھاپنے سے گریزاں تھے۔ تخلیقی، تحقیقی اور تنقیدی شاہ پارے اور جواہر پارے اس کے اوراق کی زینت بنے۔ کرشن چندر اور عصمت چغتائی ہوں یا عزیز احمد، ممتاز مفتی اور قرۃ العین حیدر سب کی نگاہ رشات کو قابلِ فخر مقام پر رکھا۔ ابوالخیر مودودی، ڈاکٹر یوسف حسین خاں، عندلیپ شادانی، رشید احمد صدیقی، علی عباس جلال پوری، محی الدین قادری زور، شوکت سبزواری، حفیظ جالندھری، اثر لکھنوی، آنند نرائن ملا، امتیاز علی تاج عرشی، جوش ملیح آبادی، حجاب امتیاز علی، وزیر آغا، جوگندر پال، محمد عبدالغنی، علی عباس حسینی، فراق گورکھ پوری، ڈاکٹر حمید اللہ، مجنوں گورکھ پوری، مختار مسعود، ڈاکٹر محمد باقر، مسعود رضوی، سید معین الرحمٰن، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ جیسے مشاہیر ادب نے "نقوش" کی ترتیب و تدوین میں حصّہ لیا اور اس کی عظمت کے چراغ روشن کیے۔

محمد طفیل نے مستند ادبا کے ساتھ نئے ادیبوں کو متعارف کرانے کا سلسلہ بھی قائم کیا۔ مثال کے طور پر "نقوش" کے افسانہ نمبر ۱۹۵۲ء کے اداریہ "طلوع" میں جن نئے لکھنے والوں کا بطورِ خاص تعارف کر دیا گیا ان میں ضمیر الدین احمد، ابو الخطیب، خلیل احمد اور ابن الحسن کے نام شامل ہیں۔ علاوہ ازیں ادب کی ایک کثیر تعداد ہے جن کی انگلی پکڑ کر "نقوش" نے ہی ادب کی راہوں پر چلنا سکھایا تھا اور جو ادب کی افق کے روشن ستارے بن کر چمکے۔ "نقوش" کے چند شماروں کی ورق گردانی سے ہی ان نئے لکھنے والوں کے نام مل جاتے ہیں۔ فرہاد زیدی، جیلانی بانو، عذرا مسعود، بشریٰ رحمٰن، اختر جمال، بانو قدسیہ، غلام الثقلین نقوی، اشفاق احمد، رتن ناتھ، سلیم اختر، ستار طاہر، حفیظ صدیقی، احمد شریف، صدیق جاوید، ماجد صدیقی، تحسین فراقی، سلیمان سعید، احمد فراز، جمیل ملک، مجید شاہد، احمد ظفر، باقر رضوی، نثار عزیز، بلراج کومل، شاعر ندیم، رضی ترمذی، نوید انجم، امر سنگھ، بشیر بدر چند ایسے نام ہیں جو اپنی شہرت اور ناموری کے لیے "نقوش" کے صفحات کے ممنون ہیں۔

"نقوش" کے خاص نمبر اس کا سب سے بڑا ادبی کارنامہ ہیں۔ اگرچہ اس روایت کی طرح "نیرنگ خیال" نے ساڑھے تین سو صفحات پر مشتمل "اقبال نمبر" شائع کر کے ڈالی نیز "زمانہ" نے "پریم چند نمبر"، "عالمگیر" نے "روسی ادب نمبر" اور ہمایوں نے "روسی ادب نمبر" اور فرانسیسی نمبر شائع کر کے ڈال دی تھی مگر ہنوز ایک تشنگی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

برقرار تھی جو جامعیت اور تنظیم کی متقاضی تھی۔ اس ضرورت کو "نقوش" نے بہت بڑے پیمانے پر منظم انداز میں اور جامعیت کے تمام تقاضوں کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اس نے خاص نمبروں میں ایسا نادر اور اتنا وقیع لوازمہ یکجا کر دیا کہ کبھی کبھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

"نقوش" نے ۱۹۵۲ء سے لے کر ستمبر ۱۹۷۴ء تک چھ افسانہ نمبر نکالے، پنج سالہ نمبر نکالا۔ چار غزل نمبر، دو شخصیات نمبر، تین خطوط نمبر، مکاتیب نمبر، دس سالہ نمبر، ادب عالیہ نمبر، لاہور نمبر، دو جلدوں میں آپ بیتی نمبر، تین غالب نمبر، طنز و مزاح نمبر، پطرس نمبر، شوکت نمبر، منٹو نمبر، اقبال نمبر دو جلدیں، میر تقی میر نمبر تین جلدیں، ادبی معرکہ نمبر دو جلدیں، انیس نمبر اور شخصیات نمبر نکالے۔ ان میں سے ہر ایک بلاشبہ اپنی جگہ ایک انسائیکلو پیڈیا ہے، قاموس ہے، ایک سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں شائقین و محققینِ ادب ڈوب ڈوب ابھرتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر عبدالسلام خورشید:

> "یہ نمبر اپنے اپنے موضوع پر انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں ضخامت کو محدود کرنے کی کوئی شعوری کوشش کی جاتی تو ان کی جامعیت میں فرق آ جاتا۔ ضخامت اور مواد کے اعتبار سے یہ مستقل تصانیف اور تالیفات کا مقام حاصل کر چکے ہیں جو کام نقوش نے کر دکھایا ہے وہ ایک معجزے سے کم نہیں۔ کتاب، انسائیکلوپیڈیا اور مجلے کو ایک جگہ سمو کر اور اسے حُسن بخش کر "نقوش" نے مجلاتی صحافت کو چار چاند لگا دیے ہیں اور ثابت کر دکھایا ہے کہ کام کرنے کی نیت ہو، خلوص اور لگن ہو تو جو کام بڑے بڑے ادارے نہیں کر سکتے وہ فرد واحد سر انجام دے سکتا ہے۔"(۹)

طفیل صاحب نے ۱۹۵۲ء سے لے کر ستمبر ۱۹۷۸ء تک "نقوش" کے **چھ افسانہ نمبر** نکالے اور اردو افسانہ کے قاری کی ضیافت طبع اور اردو افسانے کے مؤرخ کے لیے زمانے کے تازہ مگر یادگار اردو افسانوں کا نقوش کے صفحات میں محفوظ کر دیا۔ ان میں کل ۳۰۵ افسانے، رپورتاژ اور ایک ناولٹ شائع ہوئے اور مشمولات کے علاوہ پہلے افسانہ نمبر میں محمد حسن عسکری کا ایک اہم مضمون "نئے افسانے اور ہمارا مستقبل" بھی شامل تھا۔ علاوہ ازیں "اردو افسانے میں روایت اور تجربے" کے عنوان سے ایک اہم مذاکرہ بھی شامل کیا گیا جس میں وقار عظیم، منٹو، ہاجرہ، انتظار حسین اور شوکت تھانوی جیسے اہم لکھنے والوں نے حصّہ لیا۔ اس میں افسانے کے جمود اور انحطاط کی طرف توجہ

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

دلائی گئی اور افسانوی ادب کے بے جان ہونے اور لکھاریوں کے قلم کی تھکاوٹ کا احساس دلایا گیا۔ افسانہ نمبر ۲ کے "طلوع" میں محمد طفیل نے اس کا اظہار یوں کیا:

"یوں تو پورا ادب ہی انحطاط پذیر ہے لیکن سب سے زیادہ زوال جس صنفِ ادب پر آیا وہ افسانہ ہے۔ ۱۹۴۷ء سے پہلے کے افسانوی ادب پر نظر دوڑائیے تو آپ کو آج کا افسانوی ادب بڑا بے جان اور بے روح نظر آئے گا گو کہ لکھنے والے آج بھی وہی ہیں لیکن ان سب کے قلم کچھ کچھ تھکے تھکے سے ہیں۔"(۱۰)

اہم ترین صنفِ شاعری پر "نقوش" کے چار غزل نمبر شائع ہوئے۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا۔ اس میں تین سو اٹھارہ شعراء کی غزلیں شامل تھیں اور یہ ۴۸۰ صفحات پر مشتمل تھا۔ یہ نمبر بے حد مقبول ہوا اس کی مقبولیت نے محمد طفیل کو احساس دلایا کہ غزل نمبر کو زیادہ توجہ اور محنت سے ترتیب دے کر شائع کرنا چاہیے۔ لہذا دوسری اشاعت (مطبوعہ ۱۹۵۶ء) میں بہت سے شعراء کا کلام ایزد کیا گیا۔ شعرا کی تعداد تین سو اٹھارہ سے بڑھ کر تین سو چھیاسٹھ ہو گئی اور اس کو معتبر بنانے کے لیے اردو غزل اور متغزلین کے بارے میں سولہ اہم نقادوں کے مضامین بھی شامل کیے گئے جو حالی، نیاز، سید عبد اللہ، آل احمد سرور، سردار جعفری اور احتشام حسین وغیرہ کے لکھے ہوئے تھے۔ تیسرا ایڈیشن ۱۹۶۰ء میں نکلا۔ اس میں چار سو ستر شعراء کا کلام موجود تھا۔ ۱۹۸۵ء میں سفید کاغذ پر چوتھی اشاعت منظرِ عام پر آئی جو کہ غیر ترمیم شدہ تھی۔ فقط صفحات کی از سرِ نو ترتیب لگائی گئی تھی۔ اس کی وضاحت محمد طفیل نے "طلوع" میں ان الفاظ میں کی:

"ضرورت تھی کہ آج کے حالات میں، آج کی تاریخوں میں نیا غزل نمبر ترتیب دیا جاتا، سو وہ کام بھی ہم نے کر رکھا ہے مگر اس کی ضخامت خامی بڑھ گئی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ مجموعہ بھی صنفِ شاعری میں قابلِ ذکر مقام رکھے گا، مگر وہ نمبر موجودہ نمبر سے خاصہ مختلف ہو گا، ہونا بھی چاہیے، بس ذرا صبر۔"(۱۱)

مگر افسوس موت نے انہیں اتنی مہلت نہ دی کہ یہ جدید غزل نمبر چھپ کر ہمارے ہاتھوں میں پہنچ جاتا۔ بہر حال "نقوش" کے غزل نمبر کے چوتھے ایڈیشن کی اہمیت سے کسی طور انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ غزل اور متغزلین کے متعلق بہترین مواد فراہم کرتا ہے۔ اس کو کل آٹھ حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصّے میں مختلف شعراء کے کلام کا معیاری اور مقبول ترین انتخاب شامل ہے۔ تاہم بعض شعراء کی دس، بعض کی چھ، کچھ کی دو اور بہت

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

سوں کی ایک غزل شاملِ انتخاب ہے اور گنتی کے چند شعراء ایسے بھی ہیں جن کے متفرق اشعار دیئے گئے ہیں۔ ان میں بیشتر شعراء قدیم دور کے اساتذہ ہیں۔ اس حصّے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مصحفی اور میر حسن کا کلام بھی شامل کیا گیا ہے جو کہ ان دنوں غیر مطبوعہ تھا۔ یہ مدیر نقوش کی غیر مطبوعہ کلام تک رسائی کی جدوجہد کا ثبوت ہے۔ دوسرے حصّے میں "متغزلین جدید" کے عنوان سے چھبیس شعراء کی چھ چھ غزلیں شامل کی گئی ہیں۔ یہ وہ شعراء ہیں جنہیں اقبالؔ کے بعد مقبولیت حاصل ہوئی مثلاً فیض، اختر، شیرانی، احسان دانش، شاد عارفی، مجاز، احمد ندیم قاسمی، ساحر، ابنِ انشا، ناصر کاظمی، قتیل شفائی، عدم وغیرہ۔

تیسرا حصّہ "اساتذہ غزل" کے زیر عنوان سڑسٹھ شعراء کی دو دو غزلیں اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے۔ اس میں سراج اور رنگ آبادی سے لے کر تلوک چند محروم تک کی غزلیں شامل ہیں۔ یہ حصّہ مختلف اور متضاد انداز رکھنے والے ہر قسم کے غزل گو شعراء کی نمائندگی کرتا ہے۔ جہاں اس میں دہلی اور لکھنؤ کے خالص اردو کے نمائندے موجود ہیں وہیں ایسے شعراء کی بھی کمی نہیں جو اصلاً نظم گو ہیں مگر کبھی کبھی غزل بھی کہتے ہیں۔ چوتھے حصّہ میں "متغزلین جدید۔ ۲" کے زیرِ عنوان دورِ حاضر کے اکتالیس شعراء کا کلام شامل ہے۔ ان شعراء میں جوسؔ ملیسانی، عرش ملیسانی، آنند نرائن ملا، جلال الدین اکبر، باقی صدیقی، شہرت بخاری، میراجی، مختار صدیقی، یوسف ظفر، قیوم نظر، مجید امجد، ضیا جالندھری، احمد ریاض، جعفر طاہر وغیرہ شامل ہیں۔

پانچواں حصّہ "غزل قدیم" کے زیرِ عنوان ایک سو نو شعراء کی ایک ایک غزل یا چند اشعار کے انتخاب تک محدود ہے۔ اس حصّے میں کلاسیکی انداز میں لکھنے والے وہ شعراء شامل کیے گئے ہیں جو پہلے کسی حصّے میں جگہ نہ پا سکے۔ ان میں سے بیشتر محض "تبرک" کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چھٹا حصّہ "غزل جدید" کے عنوان سے ہے جس میں دورِ جدید کے ان بائیس شعرا کی ایک ایک غزل شامل ہیں جو ناقدین ہیں اور کبھی کبھار طبع آزمائی کرتے ہیں۔ ان میں وہ نام بھی شامل ہیں جنہوں نے اس دور میں نئی نئی شاعری شروع کی تھی اور اب ان کا شمار نامور شعراء میں ہوتا ہے جیسے احمد فراز۔

ساتویں حصّے میں "مینائے غزل" کے زیرِ عنوان ماضی و حال کی سترہ شاعرات کی ایک ایک غزل درج ہے۔ یہ حصّہ آج سب سے نامکمل حصّہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس عرصے میں بہت سی شاعرات نے نمایاں مقام حاصل کر لیا ہے۔ آٹھواں اور آخری حصّہ "اختتامیہ" کے عنوان میں ایک سو باون جدید و قدیم شعراء کی ایک ایک منتخب غزل پر مشتمل ہے۔ یہ حصّہ غزل نمبر کے ضمیمے کی حیثیت رکھتا ہے۔ غزل نمبر میں شعراء کے نام اگرچہ تاریخی

ترتیب سے درج نہیں کیے گئے تاہم اس میں بڑے اور چھوٹے شعراء کا فرق واضح کیا گیا ہے۔ تاہم یہ تقسیم اس وقت کے لحاظ سے تو مناسب ہے مگر حال میں اس کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا، محمد طفیل نے اس تقسیم کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

"اس نمبر میں بعض شعراء کی دس دس غزلیں بھی ہیں، چھ بھی، دو بھی اور ایک بھی۔ اس سے مقصود یہ نہیں کہ ایک غزل والا شاعر ہر حال میں چھ غزلوں والے شعراء سے کمتر کہنے والا ہے۔ بلکہ بعض مجبوریاں ایسی تھیں جن کی بناء پر ایسا کرنا پڑا۔ ویسے ہماری کوشش یہ ہے کہ متقدمین اور متوسطین میں سے ولیؔ، میرؔ، سوداؔ، دردؔ ایسے درجہ اوّل کے شعراء کے ساتھ دورِ متاخرین کے درجہ اوّل کے شعراء اقبالؔ، حسرتؔ، حفیظؔ اور فراقؔ تک کو ایک ساتھ جگہ ملے تاکہ ان کا شعری مرتبہ پہچاننے کے ساتھ ساتھ اردو غزل کی ارتقائی منزلوں کا بھی سراغ مل سکے۔ اس طرح ہم نے درجہ دوم اور سوم کے مرتبے کے شعراء کو ایک ساتھ لانا چاہا۔"(۱۲)

"نقوش" کے "**شخصیات نمبر**" کی لازوال علمی اہمیت کا ذکر ناگزیر معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بدولت اردو ادب کے قارئین و محققین کو کئی نامور شخصیات کا قرب حاصل ہوا۔ بلاشبہ یہ اردو خاکہ نگاری کی تاریخ میں ایک گراں قدر اضافہ تھا۔ دسمبر ۱۹۵۴ء تک اردو خاکہ نگاری کا کل سرمایہ انگلیوں پر گنا جا سکتا تھا۔ دسمبر ۱۹۵۵ء میں "نقوش" کا شخصیات نمبر کا حصّہ اوّل منظرِ عام پر آیا جو سات سو صفحات پر مشتمل تھا۔ یہ خاکہ نگاری جیسی اہم صنفِ ادب کے لیے ایک سنگِ میل ثابت ہوا۔ بقول محمد طفیل:

"اس نمبر کی شانِ نزول، معیار اور افادیت کے ضمن میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ اتنے اچھوتے موضوع پر اب تک جتنا کام ہوا ہے وہ دوسری اصنافِ ادب کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگر گنے چنے اہلِ قلم بھی اس طرف توجہ نہ کرتے تو اس صنفِ ادب کا اللہ ہی حافظ تھا۔"(۱۳)

اس نمبر میں زیادہ تر خاکے شامل کیے گئے ہیں اگرچہ چند مضامین ایسے ہیں جو سوانحی صورت اختیار کر گئے ہیں تاہم یہ مضامین بھی بھرپور طور پر زیرِ نظر شخصیت کے خدوخال کو اجاگر کرتے ہیں۔ پبلک کی طرف سے اس شمارے کے پُرجوش خیر مقدم سے بیک وقت قارئین اور ادیبوں کو احساس ہوا بلکہ انہوں نے شعوری سطح پر محسوس

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

کیا کہ اسکیچ یا خاکہ بھی ایک مؤثر صنفِ ادب ہے جس کو کسی شخصیت کے حوالے سے مختلف خیالات اور تصورات کے اظہار و ابلاغ کے لیے بھی بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔

> اکتوبر ۱۹۵۶ء میں "نقوش" کا شخصیت نمبر حصّہ دوم شائع ہوا جو آٹھ سو بارہ صفحات پر مشتمل تھا۔ پہلے شمارے کی طرح اس شمارے کے بھی اکثر مضامین اردو ادب کی بہت سی شخصیات کے گونا گوں پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں تاہم چند ایک مضامین اصل موضوع سے منحرف ہیں اور چند ایک تشنگی کا احساس پیدا کرتے ہیں۔ محمد طفیل کو خود بھی شمارے کی اس کمزوری کا احساس تھا چنانچہ "طلوع " میں رقم طراز ہیں:"اس پرچے میں چند ایک مضمون اصل موضوع سے ہٹ گئے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو حتمی طور پر مکمل نہیں کیے جاسکتے مگر میں نے ان کی شمولیت بعض وجوہ سے ضروری سمجھی۔"(۱۴)

"نقوش" کے شخصیات نمبروں کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ ان کی اشاعت سے قاری اور ادیب میں دوری اور فاصلے کم ہوئے اور قربت و یگانگت کی فضا پیدا ہوئی۔ ان شماروں کے مندرجات سے قارئین کا نہ صرف زعما و عظما کے طرزِ احساس کو سمجھنے اور ان کی انفرادی کاوشوں کو جاننے کا موقع ملا بلکہ مختلف ادبی رجحانات، مختلف ادبی تحریکوں اور مختلف ادبی زبانوں سے بھی واقفیت حاصل ہوئی۔ گویا کہ ان شخصیات نمبروں کی بدولت قارئین و ادبا کو باہمی دوستانہ علمی و ادبی فضا میں سانس لینے کا موقع ملا۔

مکاتیب نمبر نکالنے کا خیال غالباً اردو میں سب سے پہلے ماہنامہ "آج کل" کے مدیر جوش ملیح آبادی کو آیا جنہوں نے اپریل ۱۹۵۴ میں ۶۴ صفحات پر مشتمل خطوط نمبر شائع کیا جس کے سرورق پر گاندھی کا مولانا بریلوی کے نام ایک اردو خط کا عکس شائع کیا گیا ہے تاہم "نقوش" کا مکاتیب نمبر ایک الگ ہی شان رکھتا ہے۔ محمد طفیل نومبر ۱۹۵۷ء میں اسے دو خوبصورت اور قیمتی حصّوں میں پیش کرنے میں ایسے کامیاب ہوئے کہ اہلِ نظر دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔ یہ دو حصّے ایک ہزار اڑتالیس صفحات پر مشتمل ہیں جس کی ابتدا میں خطوط کے موضوع پر نامور اہلِ قلم کے تین مضامین "علم و ادب میں خطوط کا درجہ" (غلام رسول مہر)، "اردو خط نگاری" (ڈاکٹر سید عبد اللہ) "اردو کے منفرد مکتوب نگار (مالک رام) اور آخر میں محمد عبد اللہ قریشی کا مقالہ "مشاہیر ادب" (سوانح) شامل ہیں۔ یہ مضامین خط

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

نگاری کے فن، خطوط کی قدر و قیمت اور اہمیت سے آگاہی بخشتے ہیں اور مختلف مکتوب نگاروں کے مکاتیب کی خصوصیات سے آشنا کرتے ہیں۔

مکاتیب نمبر میں کل ۱۲۱۷ اہلِ قلم کے غیر مطبوعہ خطوط کا وسیع ذخیرہ شامل ہیں جو ان کو سمجھنے، جاننے، پہچاننے اوران کے عہد سے واقفیت حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس ضخیم نمبر کی ابتدا میں چالیس اہم مکتوب نگاروں کی تصاویر ہیں اور مضامین کے بعد ۷۵ صفحات پر مشاہیر کے ۵۵ خطوط کے عکس ہیں جن کا مطالعہ ایک عجیب لطف دیتا ہے۔اس کے بعد ۸۳۸ صفحات پر اردو کے ۵۵ نامور شعرا و ادبا کے ۱۲۱۳ قیمتی غیر مطبوعہ خطوط شائع کیے گئے ہیں۔ یہ تمام خطوط مرحومین کے ہیں۔ ان خطوط کو کسی حد تک زمانی اعتبار (بہ لحاظ مکتوب نگاری) ترتیب دیا گیا ہے۔ مندرج خطوط کو بھی تاریخ وار پیش کیا گیا ہے۔ جن خطوط پر تاریخ نہیں تھی وہ اس حصّہ کے آخر میں درج ہیں۔ البتہ عکسی خطوط کے سلسلے میں زمانی ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ خطوط کے اس مجموعہ میں سب سے پرانا خط غالب کا ۲۵ دسمبر ۱۸۶۶ء کا لکھا ہوا ہے۔ اور قریب ترین زمانے کا خط بیخود دہلوی کا ۳۰ اپریل ۱۹۵۱ء کا ہے۔ اس طرح یہ خطوط تقریباً پچاس سال کی مدت کا احاطہ کرتے ہیں۔ یہ دونوں مکاتیب نمبر مدیرِ نقوش کی دن رات کی تگ و دو اور محنت شاقہ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ محمد طفیل اپنی کاوشوں کے ضمن میں یوں رقم طراز ہیں:

> "۔۔۔ میں نے یہ خطوط دن رات ایک کر کے جمع کیے ہیں۔ واضح رہے دن رات والا فقرہ میں نے بطور محاورہ استعمال نہیں کیا ہے۔۔۔۔ میں نے ان خطوط کے لیے کیا کچھ نہیں کیا۔ شہر شہر گھوما، گھر گھر صدا دی، کسی نے میرے شوق کو سینے سے لگایا، کسی نے بات بھی نہ پوچھی۔ یوں امید و بیم کے دوراہے پر چلتا چلتا نیم جان ہو گیا مگر جنون میں کمی واقع نہ ہوئی۔۔۔ بچپنے میں چوری کی ہو، تو کی ہو، اس عمر میں تو نہیں کی تھی۔ اس کم بخت شوق میں یہ کام بھی کیا۔"[۱۵]

مکاتیب نمبر کی اشاعت کے تقریباً دس سال بعد اپریل مئی ۱۹۶۸ء میں نقوش کی بیسویں سالگرہ پر محمد طفیل صاحب نے قارئین کو نقوش کے **خطوط نمبر** کا گراں قدر تحفہ تین حصّوں میں پیش کیا جو ۲۲۵۳ غیر مطبوعہ خطوط پر مشتمل ہے۔ "یہ خطوط ان خطوط سے مختلف ہیں جو پہلے مکاتیب نمبر میں چھاپ چکا ہوں۔"[۱۶]

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اس نمبر کے حصّہ اوّل میں معروف ادبا و شعرا کے علاوہ نامور ملّی و سیاسی ہستیوں کے نایاب خطوط بھی شامل ہیں۔ مثال کے طور پر اس جلد کی ابتدا میں راجندر پرشاد اور قائداعظم کے انگریزی خطوط اور ان کا ترجمہ شامل ہے۔ سرسید کے ۱۳۸ خطوط، نواب وقارالملک کے ۶۴ خطوط، نواب علاؤالدین علائی کے ۱۴ خطوط وغیرہ بھی شامل ہیں۔ بقول محمد طفیل:

> "قائداعظم اور اقبال کے خطوط کے بعد پرچے کی باقاعدہ ابتدا قدیم خطوط اور عرضیوں سے ہوتی ہے جو تقریباً سوا سو سال پرانی ہیں۔ پرانے ہیں مگر ہیں فارسی میں۔ ان کے پیش کرنے کی وجوہ دو ہیں۔ ایک یہ کہ کچھ تاریخی نوعیت کے معاملات کا علم ہو جائے۔ دوسرے اس زمانے کی خطوط نویسی کا انداز معلوم ہو جائے۔"[۱۷]

خطوط نمبر حصّہ دوم کی ضخامت ۵۹۹ صفحات ہے۔ اس حصّے میں شامل خطوط کی تعداد ۶۸۴ ہے جو ۴۸۰ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ان خطوط میں مولانا عبدالباری فرنگی محل، حکیم اجمل، محمد علی جوہر، مولانا ابوالکلام آزاد سے لے کر شاد عارفی، میرا جی تک کثیر اصحابِ علم وادب کے مکاتیب شامل ہیں۔

خطوط نمبر حصّہ سوممیں خطوط کی تعداد ۶۸۴ ہے جس میں عبدالستار صدیقی، امتیاز علی عرشی، مالک رام، غلام رسول مہر اور جوش ملیح آبادی وغیرہ کے اہم خطوط کے علاوہ بہت سے ایسے دوسرے بھی ہیں جو ابھی ادب کے میدان میں بقول محمد طفیل "اتنے عمر رسیدہ نہیں"۔ ان خطوط نمبروں کے مندرجات کا ذکر عبدالقوی دسنوی نے نہایت کو بصورت انداز میں کیا ہے:

> "ان میں شعراء کے کلام پر اصلاحات بھی ہیں، تخلیقات اور دوسرے ادبی کاموں پر تبصرے بھی ہیں، شعراء کے ایسے کلام بھی ہیں جو اب آسانی سے دستیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ خطوط مختصر بھی ہیں، طویل بھی، بہت پرانے بھی ہیں، قریب تر زمانے کے بھی ہیں، شگفتہ اور تروتازہ بھی ہیں، تلخ وترش بھی۔"[۱۸]

ان خطوط نمبروں میں مرحومین کے علاوہ زندوں کے خطوط بھی شامل ہیں۔ اگرچہ مدیر نقوش نے ان دو اقسام کے خطوط کو الگ الگ ترتیب دینے کی کوشش کی مگر بے ترتیبی سے دامن نہ بچا سکے جسے وہ از خود تسلیم کرتے ہیں۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"کہیں زندوں میں مرحومین اور کہیں مرحومین میں زندہ لوگ آ گئے ہیں، اس سے کھلبلی تو مچی مگر میری جان قدرے عافیت میں رہی، ترتیب کی اس گڑبڑ کا سلجھاؤ بس میں اس لیے نہیں رہا کہ خطوط وقتاً فوقتاً ملے جو بعد میں ملے انہیں ترتیب میں پہلے کیسے لاتا۔"(۱۹)

علاوہ ازیں خطوط نمبر کی ایک بہت اہم چیز نہرو اور گاندھی کے نام مولانا عبد الباری فرنگی محل کے خطوط تھے۔ ان خطوط کے حصول کا اشتیاقِ بے پایاں صاحبِ نقوش کے دل میں یوں موجزن تھا:

"جمال میاں سے ملاقات ہوگئی۔ اللہ کا ہزار شکر ادا کیا۔ انہوں نے مجھے خطوط دکھائے۔ آنکھیں کھل گئیں۔ یہ بڑا نادر ذخیرہ تھا۔ معاً اداس ہو گیا۔ اگر انہوں نے یہ خطوط نہ دیے تو کیا ہو گا۔"(۲۰)

بہر حال ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ خطوطِ غالب کی اشاعت کے سو سال بعد اردو ادبا کو محمد طفیل مل گئے جنہوں نے ان کی جیتی جاگتی زندگیوں کو خطوط کی صورت "نقوش" کے مکاتیب و خطوط نمبر میں محفوظ کر کے اہلِ علم و محققین اور ناقدین کو تحقیق و تلاش اور نقد و نظر کے لیے ایک میدان فراہم کر دیا ہے۔ ان خطوط کی بدولت ہر طبقہ فکر کو مشاہیر، علما، فضلا، ادبا، سیاست دانوں، سماجی خدمت گزاروں کے افکار و خیالات، حالات و واقعات، آزمائشوں، الجھنوں، ناکامیوں اور کامرانیوں تک رسائی حاصل ہے۔

لاہور نمبر کی اشاعت "نقوش" کا ایک اور اہم سنگِ میل ہے۔ یہ نمبر لاہور کی سیاسی اور ثقافتی تاریخ کا ایک نہایت مفصّل، جاندار اور دل چسپ مرقع ہے۔ اس نمبر میں گزشتہ و موجودہ لاہور کا کوئی گوشہ نہیں چھوڑا۔ لاہور کے باغات، مزارات، مغلیہ عہد، علمائے کرام، دینی مدرسے، مساجد، کتب خانے، دروازے، انگریزی دور کی تعمیرات، مندر، گرجے، کالج، موسیقار، گویے، ہلکی پھلکی موسیقی گانے والے اور گانے والیاں، سارنگی نواز، طبلہ نواز، کلازنٹ نواز، پیانو نواز، نَے نواز، سرود نواز، قوال، میوزک ڈائریکٹر، اکھاڑے، تکیے، میلے، ڈراما، تھیٹر، فلم، اطبا، ادیب، مصنف، مؤرخ، خوشنویس، ادبی تحاریک، اردو صحافت اور لاہور کے فارسی گو شعرا سب اس نمبر میں بولتے چالتے اور لہکتے لہلہاتے دکھائی دیتے ہیں۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"نقوش" کا **طنز و مزاح نمبر** (شمارہ نمبر ۷۲،۷۱) جنوری، فروری ۱۹۵۹ء سب سے لذیذ اور فرحت بخش نمبر ہے۔ یہ کل ۹۵۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ فہرست پر نظر ڈالیں تو اس میں بارہ عنوانات کے تحت طنز و مزاح کی ایک دنیا آباد نظر آتی ہے جو متنوّع رنگوں سے مزیّن ہے۔ بقول محمد طفیل:

> "بزعمِ خود یہ نمبر بھی ایک طرح سے طنز و مزاح کی تاریخ ہے۔ جب سے اس نے گھٹنوں چلنا سیکھا اس وقت سے لے کر اس کی جوانی تک کا کچا چٹھا۔ کچا چٹھا کا لفظ زیادہ تر ہمیں سوؔدا، جراؔت، رنگینؔ، انشاؔ اور مصحفیؔ کے ساتھ ریختی گو شعراء کی وجہ سے لکھنا پڑا ہے ورنہ یہ موضوع بہ ذاتِ خود شریفانہ بھی ہے اور صحت بخش بھی۔"(۲۱)

"نقوش" طنز و مزاح نمبر کا پہلا عنوان "مضامین" کے نام سے طنز و مزاح پر کار آمد مضامین پر مشتمل ہے۔ اس حصّے میں کلیم الدین۔ ڈاکٹر خورشید الاسلام، ڈاکٹر اعجاز حسین اور پروفیسر علم الدین سالک کے مضامین بہت اہم ہیں۔ دوسرا عنوان "دنیا کی بڑی زبانوں کا طنزیہ و مزاحیہ ادب" کے نام سے انگریزی، فارسی اور فرانسیسی کی علاوہ دنیا کی دیگر بڑی زبانوں کے طنزیہ و مزاحیہ ادب کے تراجم کا انتخاب ہے۔ تیسرا حصّہ "طنزیہ و مزاحیہ ادب کے ابتدائی نمونے" پیش کر رہا ہے جس سے ابتدائی دور کے طنز و مزاح کی نثر کے معیار کا اندازہ ہوتا ہے۔ چوتھا، پانچواں اور چھٹا حصّہ "اودھ پنچ کا دور"، "فتنہ اور عطرِ فتنہ" اور "شیرازہ" کے عنوانات کے تحت ان پرچوں کے طنز و مزاح کے عام معیار اور روش کی تصویر پیش کرتے ہیں اور قارئین بخوبی جان سکتے ہیں کہ اودھ پنچ سے زیادہ سنجیدگی اور رکھ رکھاؤ "فتنہ" اور "عطرِ فتنہ" میں تھا اور "فتنہ" اور "عطرِ فتنہ" سے زیادہ "شیرازہ" میں۔

ساتواں حصّہ "طنزیہ اور مزاحیہ کا دور" کے عنوان کے تحت دورِ غالب اور بعد کے دور کے بڑے بڑے ادیبوں کے نام سامنے آئے ہیں جنھوں نے مزاح نگاری پر بڑے کام کی چیزیں تحریر کیں انہی سے بعد کے مزاح نگاروں کو نئی نئی راہیں ملی ہیں۔ آٹھواں حصّہ "طنزیہ اور مزاحیہ ادب کا زریں دور" کے عنوان کے تحت پطرؔس سے شروع ہو کر زمانہ حال کے لکھنے والوں تک کی مزاحیہ نگارشات پر مشتمل ہے۔ نواں حصّہ "اردو کے طنزیہ و مزاحیہ شاعر" اردو نظم و مزاح کی گل کاریوں پر مشتمل ہے۔ اس حصّے میں زمانہ حال کے شعرا سے زیادہ مرحوم شعرا پر توجہ دی گئی ہے۔ دسواں حصّہ "مزاحیہ کردار" کے عنوان کے تحت زندہ جاوید مزاحیہ کرداروں جیسے خوجی، حاجی بغلول، چچا چھکن، مرزا جی اور قاضی جی وغیرہ سے روشناس کراتا ہے۔ گیارہویں حصّے میں چند نمایاں اخباروں کے مزاحیہ اور طنزیہ کالموں کو "مزاحیہ کالم" کے عنوان کے تحت جگہ دی گئی ہے۔ بارہواں حصّہ "ادیبوں کے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

لطائف" کے تحت نمایاں ادیبوں کے اچھے اچھے لطائف پیش کر کے قارئین کی طبیعت کو باغ و بہار کرنے کا فریضہ انجام دیتا نظر آتا ہے۔ یوں یہ نمبر اردو ہی کا نہیں دنیا بھر کے اچھے مزاحیہ و طنزیہ ادب کا بھی اشاریہ بنتا نظر آتا ہے۔

"نقوش" کا آپ بیتی نمبر ایک اور کرشمہ ہے جو دامنِ دل و نگاہ کھینچتا ہے۔ ۱۹۶۴ صفحات پر مشتمل یہ شاہکار نمبر جون ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا۔ اس میں دو سو چوالیس عظیم شخصیات نے اپنی انجمن سجائی ہے اور اپنی اپنی آپ بیتیوں میں اپنے تجربات کی زنبیل کا منہ قارئین کے سامنے کھول کر اپنی داستانِ حیات کہنے کی آرزو کی تشفی کی ہے۔ بقول ڈاکٹر وزیر آغا: "اپنی تمام تر انکساری کے باوجود ہر شخص خود کو "مرکزِ عالم" سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی شخصیت کو جھاڑ پونچھ کر اس طور پیش کرے کہ وہ یہ اسرار یا کرشماتی نظر آنے لگے۔"(۲۲)

"نقوش" کا آپ بیتی نمبر صرف ادبا کا سوانحی مرقع نہیں بل کہ نامورانِ عالم کا شخصیت نامہ ہے۔ مشرق و مغرب سے تعلق رکھنے والی ہر شعبۂ فکر کی نامور ہستیوں کی داستانِ ہستی اس کے صفحات کی زینت ہے۔ اسے شخصیات کی سماجی حیثیت کے مختلف زاویوں سے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ اس خاص نمبر میں سربراہانِ مملکت (قائدِ اعظم، ایوب خان، بابر، ٹراٹسکی، جمال عبدالناصر، رضا شاہ پہلوی، ہٹلر، مسولینی، نہرو، ملکہ الزبتھ، برناڈ شاہ) اولیا و صوفیا (داتا گنج بخش، مجدد الف ثانی، شاہ محمد غوث، امیر خسرو، غوث علی قلندر، مولانا اشرف علی تھانوی)، علما (شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مولانا حسین احمد مدنی، عبدالماجد دریا آبادی، ابوالا علیٰ مودودی) مؤرخین (ملا عبدالقادر بدایونی، جسٹس امیر علی، مولوی کریم الدین، لالہ سری رام، عبدالرزاق کانپوری) مصلحین و سیاسین (سر سید احمد خان، گاندھی، محمد علی جوہر، علامہ اقبال، راجہ غضنفر علی خاں، ڈاکٹر اشرف، شورش کاشمیری، رادھا کریشن، ونگ جے، فندی کو غلو) ادبا و شعرا (روسو، دستوو سکی، میر تقی میرؔ، غالبؔ، شیفتہؔ، محمد حسین آزادؔ، آغا حشر، حسرت موہانی، کرشن چندر، منٹو، شکیلہ بانو، ممتاز مفتی، نثار احمد فاروقی، کنہیا لعل کپور، شاہد احمد دہلوی، چرچل، گورکی۔ من متھ ناتھ گپت وغیرہ) کو شامل کیا گیا ہے۔

آپ بیتی نمبر کے مطالعے سے مشرق و مغرب میں زندگی گزارنے کے دو مختلف رویے سامنے آتے ہیں اور خود نوشت لکھنے کے دو مختلف اسالیب بھی آشکار ہوتے ہیں۔ مغرب میں چھوٹی چھوٹی حقیقتوں سے بے کر اں مسرتیں کشید کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ جان کیٹس کی آپ بیتی کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"مجھے یاد نہیں کہ میں نے مسّرت پر کبھی اعتبار کیا ہو۔ اگر یہ اب گزرتی ہوئی ساعتوں میں موجود نہیں تو میں اسے اس کے باہر کہیں اور تلاش نہیں کروں گا۔ مجھے گزرتے ہوئے لمحے سے زیادہ اور کوئی چیز نہیں چونکاتی۔ ڈوبتا ہوا سورج ہمیشہ میری ذہنی کیفیت بحال کر دیتا ہے۔ یا اگر ایک چڑیا میری کھڑکی کے سامنے آجائے تو میں اس کی زندگی میں شریک ہو جاتا ہوں اور اس کے ساتھ مل کر زمین پر دانہ دنکا چگنے لگتا ہوں۔"[۲۳]

بر صغیر پاک و ہند کے دانشوروں میں لحاتی حظ اٹھانے کا رحجان نسبتاً کم ملتا ہے۔ یہاں معاشرہ محتسب کا کردار ادا کرتا ہے اور دانشور معاشرے سے خوفزدہ رہتا ہے۔ وہ عموماً وہی باتیں لکھنا پسند کرتے ہیں جنہیں معاشرہ بلا تامل قبول کر سکتا ہے۔ آزادیٔ فکر و نظر کے علمبر دار جناب نیاز فتح پوری کا اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"میری زندگی تمام تر خطرات ہی میں بسر ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ میرا پاکستان آجانا بھی ایک ایڈونچر ہی ہے جس میں عورت اور مولوی کے علاوہ بہت سی باتیں بھی شامل ہیں۔۔۔ آپ کو کیا خبر کہ اس وقت تک میں نے کتنے گناہ کئے ہیں اور ان سے زیادہ کتنے ناکردہ گناہوں کی حسرت اب بھی دل میں لئے ہوئے ہوں۔۔۔ کیا ان سب کو اپنی سوانح سے علیحدٰہ کر دوں اور اگر ایسا کروں تو پھر مجھ میں کیا رہ جائے گا۔۔۔ پروانہ ہوں "نیمۂ داغ و نیمۂ خاکستر" اسی حال میں اسے رہنے دیجئے۔ چھیڑیئے نہیں۔"[۲۴]

آپ بیتی نمبر میں قدیم ادبا کی آپ بیتیوں کے علاوہ عصرِ حاضر کے معروف ادبا سے بھی ان کے خود نوشت سوانح لکھوائے گئے ہیں۔ تاہم ان آپ بیتیوں کو زمانی لحاظ سے ترتیب نہیں دیا گیا۔ اس میں اردو کے علاوہ بنگالی، فارسی، عربی، گجراتی، فرانسیسی، روسی، چینی اور ولندیزی زبانوں کے ادیبوں کی خود نوشت شامل ہیں جنہیں مرصّع اردو میں اس طرح منتقل کیا گیا ہے کہ یہ اردو ہی کی تخلیقات معلوم ہوتی ہیں۔ مختصر آپ بیتیاں من و عن چھاپ دی گئی ہیں اور ضخیم آپ بیتیوں کی تلخیص شاملِ اشاعت کی گئی ہیں۔ بعض آپ بیتیاں مخطوطے کی شکل میں دستیاب ہوئیں جیسے محمد دین فوق کی آپ بیتی۔ بعض نامور ادبا مثلاً علامہ اقبال، مولانا سلیمان ندوی، شیخ عبدالقادر وغیرہ کی سوانح عمریاں ان کے خطوط، سفر ناموں اور مضامین سے اخذ کردہ ہیں۔ ان تمام اجزا نے آپ بیتی نمبر کو گراں قدر اور وقیع بنا دیا ہے۔ آپ بیتی نمبر کے معاملے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہم بھی ان ہستیوں کے شریکِ سفر ہو گئے ہیں۔ ہر آپ بیتی دوسری سے مختلف اور ایک نئے اور جداگانہ تجربے سے دوچار کرتی ہے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

دراصل نقوش کا آپ بیتی نمبر ان کی عظمت کا اثبات ہے کہ بڑے لوگ مرا نہیں کرتے بل کہ اپنے کارناموں میں زندہ رہتے ہیں۔

غالب شناسی پر "نقوش" کے پہلے دو ادوار میں تین مضامین کے علاوہ کوئی تحریر نہیں ملتی۔ ان میں سے پہلا مضمون نقوش کے ابتدائی دور میں "اے عندلیبِ گلشن نا آفرین" (محمد صفدر) شمارہ نمبر ۶ میں چھپا۔ دو مضامین دوسرے دور میں چھپے۔ ایک شمارہ نمبر ۱۴ میں "غالب کی تصویریں" (خیر بہوردی) اور دوسرا شمارہ نمبر ۱۵، ۱۶ میں "غالب کا نظریہ عشق" (ممتاز حسین) کے نام سے چھپے۔

غالب کو "نقوش" کے خوانِ ادب کا لازمی جز دراصل محمد طفیل نے (تیسرا دور) نے بنایا۔ ان کے عرصۂ ادارت میں "نقوش" کی تین اشاعتیں (تقریباً دو ہزار صفحات) مخصوص ہوئیں۔ "نقوش" کا پہلا غالب نمبر (شمارہ ۱۱۱) اپریل ۱۹۶۹ء میں سامنے آیا جو ۸۴۰ صفحات پر مشتمل تھا۔ اس میں غالب کی شخصیت اور فن پر ۵۳ مضمون نگاروں کے ۵۹ مضامین شامل ہیں۔ بقول محمد طفیل: "اس نمبر کا نام یا تو غالب نمبر ہو سکتا تھا یا ڈاکٹر نمبر کیوں کہ اس نمبر میں بائیس ڈاکٹروں کے مضمون ہیں۔"(۲۵)

اس نمبر میں کہیں کہیں آرائشِ جمال کے لیے غالب کی ۲۰ غزلیں بھی رکھ دی گئی ہیں جنہیں اسلم کمال نے رنگوں اور خطوں سے آراستہ کیا ہے۔ غالب کی ایک تصویر جو چغتائی کے مو قلم کا شاہکار بھی شامل ہے۔ یہ محمد طفیل کے جمالیاتی ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ نقوش کا غالب نمبر اپنے نادر مشمولات کی بنا پر ایک قیمتی دستاویز کا درجہ رکھتا ہے اور اس کا یہ امتیاز ہے کہ پاک وہند کی متعدد یونی ورسیٹوں میں ایم۔اے اردو کے متعلمین کے زائد مطالعہ کے لیے نصابات میں تجویز ہوا ہے۔ اس کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

"نقوش" کا غالب نمبر حصّہ دوم نو دریافت بیاضِ غالب بخطِ غالب کے ساتھ شمارہ نمبر ۱۱۳ کے طور پر اکتوبر ۱۹۶۹ء میں غالب کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر شائع ہوا۔ یہ ۳۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ دیوانِ غالب بخطِ غالب پر مبنی یہ بیاض ۱۸۱۶ء / ۱۲۳۱ء کی مکتوبہ ہے۔ بیاضِ غالب "نقوش" کے ۳۱۲ صفحات پر محیط ہے۔ اس بیاض میں غالؔب کا غیر مطبوعہ کلام بھی شامل ہے۔ اس کی اہمیت بزبانِ مدیر نقوش ملاحظہ کیجیے: "۔۔۔ مروجہ دیوان اور اس بیاض میں زمین آسماں کا فرق ہے اور یہی فرق اس بیاض کی فضیلت ہے اور اس پہ طرّہ یہ کہ ۱۹ غزلیں اور ۱۳ رباعیاں غیر مطبوعہ ہیں۔"(۲۶)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

بلاشبہ غالب کے نو دریافت دیوانِ اردو کا یہ نسخہ جو غالب کے اپنے قلم سے لکھا ہوا ہے غالب صدی کا بیش قیمت خزینہ ہے۔ بقول مولانا غلام رسول مہر:

"میرا احساس یہ ہے کہ یہ مرزا غالب کے متعلق آخری بڑی دریافت ہے کیوں کہ بظاہر یہ مرزا کے مستند اردو کلام کا پہلا مجموعہ ہے جس کے بعد وہ فارسی کی طرف متوجہ ہو گئے اور اردو میں گنتی کی نئی غزلوں کے سوا کچھ نہ کہہ سکے۔"[۲۷]

بیاضِ غالب میں غیر مطبوعہ کلام کی صحیح کیفیت کے بارے میں اختلافات سامنے آئے ہیں۔ سید معین الرحمن فاروقی نے اپنے مضمون "نقوش اور مطالعہ غالب" مشمولہ "نقوش" طفیل نمبر میں اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ ان کے مطابق:

"میرے مطالعے کے مطابق غالب کی اس بیاض میں غیر مطبوعہ کلام کی صحیح کیفیت یہ ہے:

ا:	پچیس اردو غزلیں تعداد اشعار:	۱۴۱
ب:	رباعیاتِ اردو:	۲
ج:	رباعیاتِ فارسی:	۱۲
د:	متفرق مفرد اشعار (اردو):	۲۵
ہ:	مصرعے (سات اردو اور ایک فارسی): ۸	

غزلیں اور رباعیات (اردو، فارسی) وہی ہیں، نثار احمد فاروقی جن کی دو قسطوں میں نشان دہی کر چکے ہیں۔"[۲۸]

علاوہ ازیں اس غالب نمبر میں چند قیمتی مضامین بھی شامل ہیں جو غالب شناسی کی تفہیم میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ غالب کے اشعار پر مبنی صادقین کی تیرہ تصویریں بھی اس نمبر کی زینت ہیں۔

بیاضِ غالب کا امتیاز یہ ہے کہ اس کی روایت غالب کے مروجہ دیوان کی شعری روایت سے مختلف ہے۔ ہر دو کے تقابلی مطالعے سے غالب کے ذہنی ارتقا کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور کلام غالب کی تاریخی حد بندی زیادہ متعین بنیادوں پر ممکن ہو گئی ہے اور بہت سا غیر مطبوعہ کلام عاشقانِ غالب کے لیے نعمت غیر مترقبہ کی حیثیت رکھتا

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ہے۔ محمد طفیل اس کی دریافت اور صفحہ بہ صفحہ بخطِ غالب متن کو نستعلیق قرات میں پیش کرنے کا اہتمام کرنے اور اس کی استفادیت کے دائرہ کو ہر خاص و عام کے لیے آسان بنانے پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔

"نقوش" کا تیسرا غالب نمبر ۶۲۸ صفحات پر مشتمل شمارہ نمبر ۱۱۶ ۱۹۷۱ ء میں شائع ہوا۔ اس کے مشمولات کے کل سات حصّے ہیں۔ جن کے عنوانات اس میں شامل مواد کی تصریح کرتے ہیں۔ یعنی،

۱: اس عہد کے شاعروں کا غالؔب کے بارے میں اظہارِ خیال

۲: انکشافات

۳: عہد

۴: فن و شخصیت

۵: بیاضِ غالب

۶: تقریبات بہ سلسلہ بیاضِ غالب

۷: تبصرے

نقوش کا یہ تیسرا غالب نمبر بھی اپنے موضوعات کے تنوع، نادر اور گراں مایہ مواد، ترتیب کے حسن اور مضمون نگاروں کے وزن و وقار کے اعتبار سے بے حد وقیع ہے اور ادبِ غالب میں محمد طفیل صاحب کی مستقل یادگار کے طور پر ہمیشہ حوالے کا کام دے گا۔ اور تحقیق و تنقید کے میدان میں سنگِ میل ثابت ہو گا، محولہ بالا تین غالب نمبر کے علاوہ ہزار صفحات پر مشتمل حصّہ چہارم کی کتابت بھی محمد طفیل صاحب کرا چکے تھے۔ جس میں غالب کی غیر مرتب نگارشات کا اشاریہ، غالب صدی پر ۱۹۷۳ء تک چھپنے والا بھارت اور پاکستان کی کتابوں اور رسائل کے غالب نمبر کا جائزہ اور دیگر مضامین شامل تھے۔ مگر اجل نے مہلت نہ دی۔

"نقوش" کی مستقل اشاعتوں سے قطع نظر جو غالب سے مخصوص اور منسوب ہوئیں طفیل صاحب نے "نقوش" کے بعض عام پرچوں میں غالب سے متعلق خصوصی گوشے قائم کیے۔ اس کی ایک مثال شمارہ ۱۰۱ نومبر ۱۹۶۳ء میں مقالات کے بعد "حصّہ غالب" کے زیرِ عنوان غالبیات کے بارے میں کار آمد مطالعات پیش کیے۔ دوسری مثال شمارہ ۱۱۴ جولائی ۱۹۷۰ء کے اوّلین سیکشن کا عنوان "ضمیمہ غالب نمبر" ہے جس کے تحت غالب اور کلامِ غالب کے متعلق بیش قیمتی معلومات منظرِ عام پر آئیں۔ علاوہ ازیں "نقوش" کے لاتعداد شمارے ہیں جن میں وقتاً فوقتاً غالبیات کے سلسلے کے اہم مطالعات نے جگہ پائی ہے۔ یہ تمام تحریریں اپنے نفسِ مضمون، معنویت،

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

سلیقۂ اظہاراور مضمون نگاروں کی وجاہت علمی اور قامتِ ادبی کے اعتبار سے بے حد وقیع ہیں اور غالب کے کسی بھی اچھے سے اچھے تحقیقی یا تنقیدی انتخاب میں لیے جانے کے قابل ہیں۔

میر تقی میر کی شاعری پر اہم کتب میں "میر تقی میر حیات اور شاعری"، "تلاشِ میر"، "نقدِ میر" اور "محمد تقی میر" وغیرہ کے نام لیے جاسکتے ہیں۔ ان کے فن و فرہنگ پر خصوصی شماروں کی بات کریں تو اس ضمن میں "نیرنگِ خیال" (رامپور) کے میر نمبر ۱۹۲۸ء، "ساقی" میر نمبر ۱۹۵۸ء" اور دلی کالج" کے میر نمبر ۱۹۲۲ء کے نام ذہن میں آتے ہیں لیکن خصوصی نمبروں کے سلسلے میں اہم ترین کارنامہ "نقوش" کا میر تقی میر نمبر ہے جو تین جلدوں میں شائع ہوا۔ اس کے بعض مشمولات پہلی دفعہ منظر عام پر آئے جن سے میر فہمی کے بعض نئے درواہ ہوئے۔

"نقوش" کا میر نمبر جلد اوّل (اکتوبر ۱۹۸۰) میر کی زندگی میں میں لکھے گئے نسخۂ محمود آباد (مخطوطہ ۱۲۰۳ ھ) کے متن، غزلیاتِ میر کے انتخاب (از محمد طفیل) اور فرہنگ کلیاتِ میر پر مشتمل ہے۔ یہ نسخۂ محمود آباد اکبر حیدری کاشمیری نے نقوش کی جانب سے اشاعت کے لیے مرتب کیا تھا مگر ۱۹۷۰ء میں پاک و ہند تعلقات کشیدہ ہونے کے باعث سری نگر سے شائع کرانا پڑا۔ تاہم پاکستان میں یہ نسخہ پہلی مرتبہ نقوش ہی کے توسط سے منظرِ عام پر آیا۔ یہ نسخہ میر کے شاگرد موتی لال حیف نے میر کی زندگی میں ان کی وفات سے ۲۳ سال قبل لکھا تھا۔ اس امتیاز کے علاوہ اس میں میر کا غیر مطبوعہ کلام بھی شامل ہے جو پندرہ غزلوں، ایک مثنوی، دو قصیدے، آٹھ رباعیات پر مشتمل ہے نیز دیگر تذکروں، مخطوطات اور نسخۂ آصفیہ سے تین سو کے قریب غیر مطبوعہ اشعار بھی اس میں شامل ہیں۔ مخطوطے کے متن سے پہلے کم و بیش ڈیرھ سو صفحات میں میر کے حالاتِ زندگی، ان کے بارے میں تذکرہ نویسوں اور اساتذہ کی آرا، الحاقی کلام، دیوانِ میر کے قلمی نسخے، کلیاتِ میر کے مطبوعہ نسخے اور آخر میں موجودہ نسخے کی اہمیت جیسے گراں مایہ مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ اس جلد کے آخر میں کلیاتِ میر مرتبہ آسی سے فرہنگ لے کر بھی شامل کی گئی ہے جس سے میر فہمی میں سہولت کے علاوہ میر کی لفظیات کی وسعت اور تنوع کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

"نقوش" کے میر نمبر کی جلد دوم (نومبر ۱۹۸۰ء) میرؔ کے فکر و فن، حالات اور شخصیت پر لکھے گئے سینکڑوں مضامین میں سے ۳۷ مضامین کا گلدستہ ہے۔ ان میں سے تقریباً نوے فیصد مطبوعہ ہیں اور دیگر کتب میں سے منتخب کیے گئے ہیں۔ تازہ لکھوائے گئے مضامین میں کبریٰ منہاس کا مضمون "میر کے شاگرد"، مرزا ادیب کا "میر کا مرثیۂ ولی" اور ڈاکٹر جمیل جالبی کا طویل اور قابلِ قدر مضمون "مطالعہ میرؔ" شامل ہیں۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

یوں تو تمام مضامین اپنی جگہ اہم ہیں مگر جن چند مضامین کو میر شناسی میں خصوصیت کے ساتھ گراں قدر درجہ دیا جاسکتا ہے ان میں دیباچہ کلیاتِ میر (آسی)، انتخاب میر (عبد الحق)، میر کا مدفن (نادم)، میر کے مطالعہ کی اہمیت (آل احمد سرور)، میر کا رنگِ طبیعت (سید عبد اللہ)، میر اور ہم (مجنوں گورکھ پوری)، میر کی شاعری کے چند پہلو (فراق)، میر تقی میر (امر ناتھ)، مدت رہیں گی یاد یہ باتیں ہماریاں (شیبہ الحسن نونہروی)، میر کی عشقیہ مثنویاں (گیان چند جین) کیا میر قنوطی تھے (سلامت اللہ خاں) میر کی ہجویہ شاعری (اظہر راہی) میر تقی میر (ناصر کاظمی) عہدِ میر کی زبان (وحید الدین سلیم)، میر کی فارسی شاعری (ابو اللیث صدیقی)، میر کا فارسی کلام (اختر تلہری) اور مطالعہ میر (جمیل جالی) شامل ہیں۔

"نقوش" کے میر تقی میر نمبر کی تیسری جلد (جولائی ۱۹۸۳ء) اہم ترین ہے۔ یہ دس نادر مضامین پر مشتمل ہے۔ پہلا مضمون امتیاز علی عرشی کا کلیات میر کا ایک نادر نسخہ اور آخری مضمون کسریٰ منہاس کا "میر کی اصلاحیں" ہے۔ عرشی صاحب نے اپنے مضمون میں رضا لائبریری رام پور میں موجود میرؔ کی کلیات کے ایک "بہت اچھے نسخے" کا تعارف کرایا ہے۔ اس نسخے کا ایک امتیاز یہ ہے کہ اس میں میرؔ کی مثنوی "دریائے عشق" کا فارسی نثر میں (مسجع و مقفیٰ) خلاصہ بھی درج ہے جس کا عنوان ہے "نثر معنوی دریائے عشق"۔ اس جلد کی دیگر مضامین مثلاً میر کے دیوانِ سوم کا ایک نادر قلمی نسخہ (ڈاکٹر حنیف نقوی) اور میر کا دیوان چہارم (نسخہ محمود آباد - اکبر حیدری) بھی قابل قدر ہیں لیکن اس جلد کا اہم ترین مضمون دراصل مظفر علی سید کا "میر کی فارسی سخن گوئی۔ برصغیر کے تہذیبی پس منظر میں" ہے۔ مذید بر آں صاحبِ نقوش نے اس جلد میں مخطوطہ دیوانِ فارسی (نسخۂ رضوی) اور "میر کے کلیاتِ فارسی" (مخطوطہ حیدر آباد دکن) کے عکس شامل کر کے اس کی تحقیقی اہمیت میں گونا گوں اضافہ کر دیا ہے۔ فارسی کلام کے حامل "مخطوط دیوانِ فارسی" (نسخۂ رضوی) کا تعارف مسعود حسن رضوی ادیب کے فرزند ڈاکٹر نیر مسعود نے کرایا ہے اور انہی کے توسط سے یہ نسخہ پہلی بار منظرِ عام پر آیا ہے۔ یوں ڈاکٹر نیر مسعود اور محمد طفیل کے توسط سے میؔر کی پانچ سو بائیس فارسی غزلیات، ایک سو چار رباعیات، ایک مثنوی (اے صبا گر سوئے دہلی بگزری) اور ایک مسدس (ترجیع بند) پہلی بار منظرِ عام پر آئے ہیں۔ نیز ڈاکٹر نیر مسعود نے اس کا اشاریہ اور فرہنگ اضافہ کر کے اس کی افادیت میں اضافہ فرمایا ہے۔ ایک اور قابلِ قدر اضافہ محمد اکبر الدین صدیقی کا فراہم کردہ میرؔ کی کلیاتِ فارسی کے مخطوطۂ ادارۂ ادبیات حیدر آباد دکن کا عکس ہے۔ اس طرح محققین ڈاکٹر نیر مسعود کے تیار کردہ نسخۂ رضوی کے متبیضہ ادر اکبر الدین صدیقی کے فراہم کردہ عکس کا تقابل کر کے میرؔ کی فارسی شاعری میں نئے باب کا اضافہ

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

کر سکتے ہیں۔ "قصّہ مختصر" نقوش" کے محولہ بالا تینوں میر نمبر نے تحقیق و تنقید کے نئے دریچے وا کر دیئے ہیں جن پر اردو کا مجلاتی ادب عرصے تک نازاں رہے گا۔

اقبالیاتی ادب کو باثروت و مایہ دار بنانے میں "نقوش" نے اہم کردار ادا کیا ہے اور دو ضخیم تر اقبال نمبر شائع کیے ہیں۔ "نقوش" کا اقبال نمبر جلد اوّل ستمبر ۱۹۷۷ء میں طلوع ہوا۔ یہ ۵۷۶ صفحات پر مشتمل ہے جب کہ اقبال نمبر جلد دوّم دسمبر ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا اور ۶۵۳ء صفحات پر مشتمل ہے۔ دونوں جلدوں میں شامل تحریروں کو نوعی اعتبار سے تین حصّوں مین تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ سوانحی احوال و کوائف

۲۔ تنقیدی مضامین

۳۔ علامہ کے فرمودات و ملفوظات

اقبالؔ کے سوانحی احوال و کوائف سے متعلقہ تحقیقی مضامین "نقوش" کی دونوں جلدوں میں شامل ہیں۔ جلد اوّل میں "حیات نامۂ اقبال" کے نام سے علامہ اقبال کی زندگی کے تقریباً تین سو اہم واقعات کی تاریخ، ماہ و سال کے تعین کے ساتھ نشان دہی کی گئی ہے۔ "حیاتِ اقبال" میں عبد القوی دستوی نے علامہ اقبال کے وطن، اسلاف، پیدائش، تعلیم اور ملازمت وغیرہ کے بارے میں اپنی تحقیقات پیش کی ہیں۔

الہٰ آباد میں علامہ اقبال کے دو روزہ قیام (۱۹۳۰ء) سے متعلق مختلف اصحاب کی یادداشتوں پر مشتمل مختار زمن کا مضمون سوانحی اہمیت رکھتا ہے۔ شیخ محمد دین کے نام غیر مطبوعہ خط پیش کردہ ارشد میر دستاویزات کے باب میں گراں قدر اضافہ ہے۔ اس جلد کے تیسرے حصّے میں اقبال کے سوانح اور شخصیت سے متعلق اور ان کے سفر مدارس، دکن اور علی گڑھ سے متعلق اہم تفصیلات سامنے آتی ہیں۔ محمد شاہد کے مضمون "اقبال بحیثیت ممتحن" سے علامہ اقبالؔ کی زندگی کے ایسے پہلو سامنے آتے ہیں جو دیگر سوانحی کتب میں زیرِ بحث نہیں آئے۔ اقبالؔ کے فرمودات و ملفوظات بھی اس شمارے کی زینتِ خاص ہیں۔ ان میں ایک حصّہ وہ ہے جسے محمد حنیف شاہد نے پیسہ، اخبار انقلاب اور زمیندار کے پرانے شماروں سے حاصل کر کے مرتب کیا ہے۔

جلد دوّم میں اقبال کی تاریخ ولادت پر ڈاکٹر وحید قریشی اور ڈاکٹر اکبر حیدری کے جو تحقیقی مقالات سامنے آئے ہیں وہ اہم ترین ہیں۔ ان کے مطابق اقبال کی ولادت ۱۸۷۳ء میں ہوئی۔ یہ عین وہ زمانہ تھا جب سرکاری طور پر ۱۸۷۷ء کو علامہ اقبال کا سنِ ولادت قرار دیا جا چکا تھا اور اس حساب سے صد سالہ جشنِ ولادت منایا جا رہا تھا اور

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

لاہور میں اقبال پر سب سے بڑی بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہو رہی تھی۔ اس صورتِ حال میں مقالہ نگاروں کے ساتھ ساتھ "نقوش" کی جسارت قابلِ آفرین ہے اور یہ بات "نقوش" کے لیے باعثِ صد افتخار ہے کہ ولادت کے مسئلے پر آج تک کسی سے ان دونوں مضامین کا جواب نہیں بن پڑا۔ بعض اصحاب کی یادداشتوں پر مشتمل مضامین بعض نئی سوانحی معلومات سامنے لاتے ہیں۔ خواجہ عبدالوحید کا روزنامچہ اور میاں عبدالعزیز مالواڈہ کا انٹرویو اقبال کے متعلق نئی معلومات بہم پہنچاتے ہیں مثلاً گرامی سے اقبال کے تعلقات کا آغاز اور اقبال کے کلام پر گرامی کی اصلاح وغیرہ۔ پروفیسر عماد الدین کے نام غیر مطبوعہ خط اہم دستاویزی اضافہ ہے۔ اس جلد میں اقبال کے فرمودات و ملفوظات بھی شامل ہیں جو بعض اصحاب کی یادداشتوں پر مشتمل ہیں۔

اقبال نمبر کی دونوں جلدوں میں شامل تنقیدی مضامین کے بیشتر موضوعات اتنے نادر ہیں کہ ان پر شاذونادر ہی کسی نے قلم اٹھایا ہوگا اور جن کے قلم کی یہ موشگافیاں ہیں وہ قابلِ قدر۔ مثال کے طور پر "اقبال اور عراقی۔ اقبال اور آرزوئے نایافت" (امتیاز علی عرشی)، "اقبال اور ابنِ عربی" (ڈاکٹر سید عبداللہ)، "اقبال اور حافظ"،(ڈاکٹر یوسف حسین خاں)، "اقبال اور شاعری" (رشید احمد صدیقی)، "اقبال کی اپنے کلام پر نظر ثانی" (پروفیسر جگن ناتھ آزاد)، "اقبال کی شاعری میں صوتیاتی نظام" (پروفیسر گوپی چند نارنگ) وغیرہ اور دیگر کئی جید نقاد اور علمائے اقبالیات اپنے حاصلاتِ تحقیق و تنقید کے ساتھ "نقوش" میں موجود ہیں۔

"نقوش" کے اقبال نمبروں کے علاوہ محمد طفیل نے ادارۂ نقوش کی جانب سے "نیرنگِ خیال" کا تاریخی اقبال نمبر (۱۹۳۲ء) قندِ مکرر کے طور پر پیش کیا۔ یہ نمبر نایاب اور نوادرِ اقبالیات میں شمار ہوتا تھا۔ اس کے کل ۲۸ مضامین تھے جن میں نامور علما اور جید اہلِ قلم کے ۲۲ مضامین کا اضافہ کیا گیا۔ بقول رفیع الدین ہاشمی:

> "تلاش و تفتیش ایک طرح کی آزمائش ہے، محمد طفیل نے ہر کام کو ایک امتحان سمجھ کر کیا اور ہر آزمائش میں پورے اترے، اقبال نمبروں کی تاریخ میں اس پہلے سنگِ میل کی اشاعتِ مکرر (مع اضافات) کا اہتمام کر کے طفیل صاحب "نیرنگِ اقبال" اور حکیم یوسف حسن کے ساتھ اپنی بقا کا سامان بھی کر گئے۔"(۲۹)

علاوہ ازیں "نقوش" اقبالیات پر وقتاً فوقتاً بہت کچھ شائع کرتا رہا ہے۔ مثلاً جنوری ۱۹۷۹ء کے شمارے میں اقبالیات کے مختلف پہلوؤں پر برصغیر کے چودہ نامور اہلِ قلم کے مضامین شائع کیے گئے۔ تاہم "نقوش" کے اقبال

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

نمبر خاص دستاویزی اہمیت کے حامل ہیں۔ بعض چیزیں بلاشبہ بنیادی مآخذ کی حیثیت رکھتی ہیں اور تحقیق و تنقید کے شائقین کے لیے بڑے خاصے کی چیز ہیں۔

"نقوش" کا "ادبی معرکے نمبر" کی گونج ابھی تک لاہور کے ادبی حلقوں میں سنائی دیتی ہے۔ اس کی جلد اوّل (شمارہ ۱۲۷) ستمبر ۱۹۸۱ء میں منظرِ عام پر آئی۔ اس کا پہلا باب "زبان کے نام پر معرکے "زبان کے بارے میں ہے زبان کب، کیوں اور کہاں پیدا ہوئی تاہم اس بحث کا مناسب مقام بابِ دوم تھا جہاں یہ بحث ہے کہ اردو کس صوبے میں پیدا ہوئی۔ پہلا مضمون تاریخی لسانیات سے متعلق ہے۔ مضامین نمبر ۲-۱۸ اردو، ہندی، ہندوستانی کی بحث سے تعلق رکھتے ہیں اور مسلۂ زبان سے متعلق قبل تقسیم کے ساٹھ ستر سال کی تاریخ نظر کے سامنے گزر جاتی ہے۔

باب دوّم کا عنوان ہے "بہ سلسلۂ زبان صوبوں کے نام پر معرکے " اور پھر پنجاب، دکن، گجرات، مدراس، دلی، بہار، بنگال اور میسور میں اردو کی ذیلی فصلیں ہیں۔ عنوانات سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لسانی مناظرے پڑھنے کو ملیں گے مگر یہ محض زبان و ادب کے ارتقا کی مختصر داستان ہے۔ اس باب میں صفحہ ۵۸ تا ۷۲ یعنی ۱۳ صفحات پر مشتمل ڈاکٹر سید محی الدین قادری کا طویل اقتباس ہے۔ باب کی مختلف فصلیں گراں قدر معلومات پر مبنی ہیں۔

باب سوّم "تحقیق کے نام کے معرکے " ہے اس میں چار مضامین ہین۔ پہلا نواح دہلی کی اردو کی دو قدیم کتابیں اور تیسرا "مرزا محمد حسن قتیل کا وطن" خالص ادبی تحقیقی ہیں۔ "ہجری و عیسوی تاریخوں کی مطابقت " کے عنوان سے منشی پرشاد کا مفید علمی مضمون ہے.

باب چہارم بعنوان " شعر و ادب کے نام پر معرکے " کے ۱۴ مضامین زبان، محاورہ، روزمرہ، فنِ شعر، بلاغت، عروض، ادبی استفسارات اور جوابات وغیرہ، سے تعلق رکھتے ہیں اور بیسوی صدی کے نصف اوّل کی شعری و لسانی بحثوں سے متعلق پر مغز معلومات پر مبنی ہیں۔ بقول ڈاکٹر گیان چند جین:

> "ادبی معرکے کی دونوں جلدوں میں یہ باب بیت الغزل ہے اس کی جس قدر بھی داد دی جائے کم ہے۔ نقوش نے ان آثار گم شدہ کی بازیافت کر کے کتنی بڑی خدمت انجام دی ہے۔"(۳۰)

اس جلد کا آخری حصّہ باب پنجم "موضوع زیرِ بحث پر مقالے" تین مضامین پر مشتمل ہے جو اپنے اندر اردو قارئین کے لیے دلچسپی اور علم افروزی کا وافر سامان رکھتے ہیں۔ یوں پہلی جلد میں معرکے نہیں بل کہ مباحث

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

شامل ہیں اگر کچھ معرکہ آرائی ہے بھی تو وہ زبان اور فن کے بارے میں زیادہ اور ادب کے بارے میں کم ہے تاہم تحقیقی و تنقیدی نقطہ نظر سے اس کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔

"نقوش" ادبی معرکہ نمبر کی دوسری جلد شعرا کے ادبی معرکوں پر مشتمل ہے۔ متن میں مضامین شعرا کی تاریخی ترتیب سے نہیں فہرست مضامین کے مطابق ہیں۔"میر کے معرکے" کے عنوان سے ڈاکٹر محمد یعقوب نے دو مضامین لکھے ہیں جن سے بقاؔ، خاکسار اور یقینؔ کے متعلق نئے پہلو آشکار ہوئے ہیں۔ سوداؔ کے معرکوں کے بارے میں ڈاکٹر خلیق انجم کا ۲۷ صفحات کا مضمون بھی بہت اہم ہے جس میں فاخرؔ اور ضاحک کے ساتھ معرکے خاص طور سے قابلِ ہیں۔

مصحفی کے سلسلے میں دو مضامین ڈاکٹر تبسم کاشمیری کے تحریر کردہ ہیں۔ پہلے مضمون میں مصحفی کے کلیات کے آخر میں موجود طویل ہجویہ قصیدے کا تحقیقی تجزیہ کیا ہے اور اس کے زمانے کا تعین کیا ہے جب کہ دوسرے میں مصحفیؔ اور انشاؔ کے معرکوں کا تفصیلی ذکر ہے۔ غالبؔ کے ادبی معرکوں پر ملک رام نے ذوق اور انشا و نصیر کے معرکوں پر ڈاکٹر تنویر علوی نے اور ناسخ کے معرکوں پر ڈاکٹر بشیر الحسن نے لکھاہے۔ انیس و دبیر کے معرکوں پر دو مضامین موازنۂ انیس و دبیر اور المیزان کے اقتباسات سے تشکیل دیئے گئے ہیں۔ اردو میں سب سے مشہور اور طویل عرصے تک چلنے والا معرکہ چکبست و شرر کا خلاصہ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد کے حصّے میں جن معرکوں اور چشمکوں کا بیان ہے وہ معروفِ عام نہیں اس لیے خصوصی دلچسپی کے حامل ہیں۔ ان میں کسریٰ منہاس کا مضمون ایک نرالے موضوع پر ہے۔

اس جلد کا بہترین مضمون " حیات اقبال کی گم شدہ کڑیاں، معرکۂ اسرارِ خودی" از محمد عبداللہ قریشی ہیں۔ اس میں اسرارِ خودی سے متعلق تمام مضامین اور اقبال کی صراحتیں درج ہیں۔ یہ مضمون تصوف اور اسلام کے موضوع پر معلومات کا گنجینہ ہے۔ علاوہ ازیں سید عقیل احمد جعفری، ڈاکٹر، محمد رضوان، ابو سلیمان شاہ جہاں پوری، مولانا عبد الباری آسی وغیرہ نے اپنی اپنی نگارشات میں بہت سی دریافتیں اور بازیافتیں کی ہیں۔ اس شمارے میں بلا شبہ لسانیات، زبان و بیان اور قدیم شعریات کے اتنے خزینے بھرے پڑے ہیں کہ علم و فن کا ایک گنجِ قارون بن گیا ہے۔ اسے پڑھنے سے معلومات کے ہزاروں دریچے وا ہو جاتے ہیں اور کتنے ہی معرکے اور مناظراتی کتب سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ نقوش کے رسول نمبر کے بعد ادبی معرکے نمبر سب سے زیادہ بیش بہا ہے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"نقوش" **کا میر انیس نمبر** نومبر ۱۹۸۱ء میں منظرِ عام پر آیا۔ دیگر خاص نمبروں کی طرح یہ نمبر بھی ندرت وشان میں لاجواب ہے اور میر انیس کی شخصیت وکلام کے کئی پوشیدہ گوشے بے نقاب کرنے کرنے کے ساتھ ان کے غیر مطبوعہ کلام کو بھی سامنے لاتا ہے۔ "اس شمارے کے "عنوان کے تحت محمد طفیل رقم طراز ہیں:

> "ایک دن سوچا، میر، غالب، اقبال کے بعد چاتھا شاعر کون ہے؟ ذہن نے جھٹ فیصلہ کر لیا۔ میر انیس۔ اگر موضوع کی پاکیزگی اور بلندی کو دھیان میں رکھیں تو میرؔ و غالبؔ کٹ جاتے ہیں اقبالؔ اور انیسؔ میدان میں رہ جاتے ہیں۔ پہلے تین شاعروں پر ادارہ نقوش بساط بھر کام کر چکا ہے۔ باقی رہ گئے میر انیس ان کے بارے میں کچھ کرنے کا خیال ضرور تھا۔ مگر محض نمبر چھاپنا تو کوئی بڑی بات نہ تھی۔ بڑی بات یہ تھی کہ کچھ ایسا نایاب مواد چھاپا جاتا جو زندہ رہنے والا ہوتا۔ لیجئے وہ آرزو بھی پوری ہوئی ایک صدی سے زیادہ عرصے کی تحریریں مل گئیں اور کاغذ پر زندہ لفظوں کی سبیلیں لگ گئیں۔"(۳۱)

میر انیس نمبر پہلے ہندوستان سے جون ۱۹۷۹ء میں ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری نے محمدی پبلیشرز لکھنؤ سے شائع کیا۔ حیدری صاحب کا نسخہ ۳۰۷ صفحات پر مشتمل ہے جن میں دس صفحات اغلاط نامے کے بھی ہیں۔ اس میں چھبیس مرثیے شامل ہیں۔ جبکہ "نقوش" کا میر انیس نمبر ۷۲۸ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں فہرست مضامین میں پہلا مضمون پروفیسر سید مسعود حسین رضوی کا ہے جس میں انہوں نے میر انیس کا مختصر تعارف، شجرۂ نسب، ان کی استعداد، خوش بیانی، خوش الحانی، مرثیہ گوئی، ان کے چشم دید حالات، عقیدت مند رفیق کا بیان، ان کے دو استاد، سفر حیدر آباد، وفات وغیرہ بیان کیے ہیں۔ دوسرا مضمون "مطالعہ انیس" (پروفیسر سید احتشام حسین) میں میر انیس کی شاعرانہ بصیرت، فنی صلاحیت، تخلیقی قوت وقدر کا بیان نہایت عالمانہ انداز میں کیا گیا ہے۔

میر انیس نمبر میں ستائیس تصاویر بھی شائع کی گئی ہیں۔ جن میں شروع کی بائیس تصاویر میر انیس کے خاندان یعنی پر دادا میر غلام حسین ضاحکؔ، دادا غلام حسن حسنؔ، والد میر مستحسن خلیقؔ، بھائی میر انس، میر مونس، فرزند میر نفیس، میر سلیس، اور دیگر احباب خانہ کی ہیں۔ تصاویر کا مختصر اور جامع تعارف بھی درج ہے جس سے ان کے خاندان کے حالات کا علم ہوتا ہے۔ ان تصاویر میں میر انیس کے مقبرے کی تصاویر بھی شامل ہیں۔ میر انیس کی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

شان میں مولانا الطاف حسین حالیؔ نے دو رباعیات کہی تھیں۔ مولانا حالیؔ کے خط میں ان دونوں رباعیوں کا عکس بھی میر انیس نمبر میں چھپا ہے۔

"نقوش" کا میر انیس نمبر کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں میر انیس کے ۱۷ غیر مطبوعہ مرثیے، ۴ تلاش کیے گئے اور ۸ مطبوعہ مرثیے ایسے ہیں جن کے بہت سے بند غیر مطبوعہ ہیں، بقول محمد طفیل:

"جو غیر مطبوعہ مرثیے ہیں وہ مختلف بیاضوں سے دستیاب ہوئے ہیں۔
جو مرثیے تلاش کیے گئے ہیں ان کی صورت یہ ہے کہ دو مرثیے مونس کے ایک مرثیہ رئیس کا اور ایک مرثیہ اُنس کا شامل ہے جو غلطی سے ان کے نام شائع ہو گئے ہیں۔
اصل میں یہ مرثیے میر انیس کے ہیں۔
جو مرثیے مطبوعہ ہیں ان میں ۲۶۹ غیر مطبوعہ بند ہیں۔ یوں یہ مطبوعہ مرثیے بھی موجودہ صورت میں غیر مطبوعہ ہیں۔"(۳۲)

اگر نقوش کا انیس نمبر طبع نہ ہوتا تو اُنس کے مرثیے میر انیس کے نام، میر انسؔ کے مونسؔ کے نام اور میر انیسؔ کے مرثیے میر انسؔ کے نام ہی مطبوعہ ملتے۔

میر انیسؔ کے قلمی مراثی کا اشاریہ بھی مرتب کیا گیا ہے جو میر انیس کے بہت سے مراثی کے متعلق واقفیت بہم پہنچایا ہے۔ "میر انیس کے غیر مطبوعہ اور نایاب مرثیے" کے عنوان سے چند مرثیوں کا تعارف بھی ملتا ہے۔ محمد طفیل، میر انیس کا سارا کلام چار جلدوں میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے تھے جس کا اظہار انہوں نے "عمر مختصر" کے عنوان سے اس نمبر کے صفحہ ۱۵۶ پر کیا ہے۔ "نقوش" کے میر انیس نمبر کے متعلق کسریٰ منہاس رقم طراز ہیں:

"میر انیس صدی کے موقع پر پاک وہند میں خاصی تعداد میں میر انیس نمبر طبع ہوئے جن میں اردو (سہ ماہی)، ماہِ نو، سیپ، نگار، پیام عمل، سرفراز لکھنؤ، آج کل اور دہلی شامل ہیں جو اپنی اپنی جگہ سب وقیع ہیں لیکن نقوش کے میر انیس نمبر کی شان سب سے نرالی ہے۔ بقول میر انیسؔ:

"بینائے رقوماتِ ہنر چاہیے اس کو
سودا ہے جواہر کا نظر چاہیے اس کو۔"(۳۳)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"نقوش" کا رسول نمبر محمد طفیل صاحب کا ایسا کارِ عظیم ہے کہ جس نے انہیں عاشقانِ رسول کی صف میں زندہ و جاوید کر دیا ہے۔ تیرہ جلدوں اور دس ہزار صفحات پر مشتمل سیرت النبیؐ پر اتنا مفصل اور جامع مواد کسی اور زبان میں آج تک نہیں لکھا گیا یہ اعزاز پاکستان اور اردو زبان کو حاصل ہو رہا ہے۔ قرونِ اولیٰ، متوسط اور دورِ حاضر کی کتبِ سیرت کے ساتھ تقابلی مطالعہ اس حقیقت کو روشن کرتا ہے کہ مضامین کی رنگارنگی، دلائل کی کثرت اور مواد کے احاطہ کے اعتبار سے یہ جامع ترین کوشش ہے۔

بڑے بڑے ممتاز اہلِ قلم اور قومی و بین الاقوامی سیرت نگاروں نے متفقہ طور پر اسے سیرت کا انسائیکلوپیڈیا قرار دیا ہے۔ ان میں ابوالحسن علی ندوی، سید صباح الدین، عبدالرحمٰن، سعید احمد اکبر آبادی، عبدالقدوس ہاشمی، نعیم صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین، غلام جیلانی برقؔ، جمیل جالبی، مشفق خواجہ، ممتاز مفتی، ابو سلمان شاہ جہاں پوری اور حکیم عبدالقوی دریابادی کے نام خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے منفرد اور قابلِ فخر اداروں مثلاً دارالمصنفین اعظم گڑھ، ندوۃ المصنفین لکھنؤ اور دارالعلوم دیوبند نے رسول نمبر کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ "نقوش" رسول نمبر کا ایک کارنامہ علامہ شبلی اور سید سلیمان ندوی کی سیرت النبیؐ کی ساتویں جلد کا انکشاف ہے۔

"نقوش" کی ان تیرہ جلدوں کے مشمولات کا مختصراً جائزہ پیش کرنے کے لیے بھی ایک ضخیم جلد درکار ہوگی لہٰذا ان صفحات میں محض چند عنوانات کی طرف اشارے کیے جاسکتے ہیں۔ ان جلدوں میں سیرت کی جامعیت کے بنیادی اصول، سیرت نگاروں کی ذمہ داریاں، سیرت نبوی قرآنی، قرآن سے مظہر نبوت کی تشریح، قرآن کی روشنی میں نبی کریمؐ کا مقصدِ بعثت، حضرت عروہ بن الزبیر پہلے سیرت نگار، ابنِ اسحاق اور سیرت رسول اللہ، ابنِ ہشام اور سیرت ابنِ ہشام، تاریخ یعقوبی، ابن عبدالبر، قاضی عیاض، ابنِ کثیر اور ابنِ الجوزی کی سیرۃ نگاری، سیرت نگاری کی اوّلین کتب، سیرت نبوی کی توقیت، خطباتِ رسول، مکاتیب نبویؐ، حقیقیتِ توحید و وحی، مکہ و مدینہ کی تاریخ قدیم، رحمت اللعالمینؐ بحیثیت انسانِ کامل، سیاسی نظام پر حضورِ اکرمؐ کے اثرات، فلاحی معاشرہ اور اقتصادی نظام، حضورؐ بحیثیت سپہ سالار، رسول غیر مسلموں کی نظر میں، عہدِ نبوی میں ریاست کا نشو و ارتقا، فنِ حدیث کا جائزہ، اقوالِ رسول، کاتبانِ وحی، فصاحتِ نبوی، علم و تہذیب کے ارتقا میں معارفِ محمدی کا حصّہ، رسالتِ محمدی کے عقلی ثبوت اور آثار و متعلقاتِ سیرت پر قابلِ قدر لوازمہ فراہم کیا گیا ہے۔ رسول نمبر کی دسویں جلد نعتِ رسولِ مقبول کے متعلق عربی، فارسی اور اردو کے نعتیہ ادب اور صنفِ نعت پر گراں مایہ مضامین پر مشتمل

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ہے۔ گیارھویں جلد میں پہلی مرتبہ سیرت ابنِ اسحٰق کے کچھ اجزا اردو ترجمے کی صورت منظرِ عام پر آئے ہیں جو ممتاز عالمِ دین ڈاکٹر حمید اللہ نے دریافت کیے تھے۔ بارھویں اور تیرھویں جلد میں ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر اور مصطفیٰ سباعی کے مضامین بہت اہم ہیں۔ تیرھویں جلد میں خلفائے راشدین کے احوال اور کارناموں کو بہت خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔

بلاشبہ رسول نمبر کی تیرہ معرکہ آرا جلدوں کی بدولت اردو ادب کی تاریخ میں "نقوش" اور "محمد نقوش" کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ بقول گیان چند جین:

> "۔۔۔۔اور ایک عظیم شخصیت کے بارے میں وہ تیرہ جلدوں کی ناموس کو شمارہ کہہ کر پیش کر رہے ہیں۔ میں نے جائزہ تو نہیں لیا لیکن ظن غالب ہے کہ دنیا کی کسی زبان میں کسی رسالے کا اتنا ضخیم نمبر نہ نکلا ہو گا۔ انہیں چاہیئے کہ وہ گنیز کی عالمی ریکارڈ کی کتاب میں اس شمارے کی تفصیلات پیش کر کے اسے نمایاں مقام دلا دیں۔"(۳۵)

"نقوش" کے محولہ بالا خصوصی نمبروں کے علاوہ اور کئی عمومی و خصوصی اشاعتیں ہیں جو مجلاتی صحافت میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں مگر طوالت کے خوف سے جن کا ان صفحات میں ذکر نہیں کیا جا رہا۔ یہ حقیقت اپنی جگہ برقرار ہے اور رہے گی کہ ایک عہد ساز جریدے کی حیثیت سے اردو زبان و ادب کی تاریخ میں "نقوش" کو جو "شہرتِ عام اور بقائے دوام" حاصل ہوئی وہ "نقوش" کے تاریخی نمبروں کی مرہونِ منت ہے اور ان تاریخی نمبروں کی اشاعت اور حسنِ ترتیب کے پیچھے محمد طفیل کی متحرک اور خیال پرور شخصیت کارفرما تھی۔ محمد طفیل صاحب کے سوا کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو "نقوش" کا تیسرا دور سنہری دور نہ بن پاتا۔ "نقوش" کو "محمد نقوش" کا مضبوط ہاتھ لگا تو "نقوش" کے نقوش نمایاں ہو گئے اور اس کی شکل و صورت پُر وقار۔ یہ محمد نقوش ہی ہیں کہ جنہوں نے افسانہ نمبر سے رسولؐ نمبر تک معتبروں میں معتبر اور ضخیموں میں ضخیم قاموس نمبر پیش کر کے اردو ادب اور اردو والوں کا مزاج بنایا ہے۔ قلم کاروں کو نئی سمتیں اور نئی جولانگاہیں فراہم کی ہیں، قارئین کو دلچسپ، فکر انگیز معلومات افزا مواد دیا ہے اور محققین و ناقدین کی معاونت کی ہے۔

"نقوش" اور "محمد نقوش" کی عظمت اور ناقابلِ فراموش ادبی خدمات کا اعتراف فقط ادبی شخصیات ہی نے نہیں کیا بل کہ ہر شعبۂ حیات سے منسلک خواص و عام اس کی گراں قدر ادبی خدمات کے معترف ہیں۔ بقول ذوالفقار علی بھٹو:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

" ایک ایسے دور میں جبکہ قیامِ پاکستان نے فرسودہ روایات اور پرانے رجحانات میں تبدیلی کی ضرورت پیدا کر دی تھی۔ اس جریدے نے ادبی ماحول میں خوشگوار، صحت مند اور بر وقت تبدیلی پیدا کرنے اور ادب کو نئے زاویے عطا کرنے میں بہت گراں قدر کام کیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس نے ادب دوست حضرات کے ذوق کو صحت مند دھارے میں موڑنے میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ خدمات ہماری ادبی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔"(۳۶)

"نقوش" کا چوتھا دور پانچ جولائی ۱۹۸۴ء کو "محمد نقوش" کی وفات کے بعد "جاوید طفیل کی سرپرستی میں شروع ہوا اور کئی سال تک اس بے مثل جریدے کی اشاعت جاری رہی۔ انہوں نے "نقوش" کا دو جلدوں اور ۱۸۰۴ صفحات پر مشتمل **"محمد طفیل نمبر"** (جولائی ۱۹۸۷) شائع کر کے صاحبِ نقوش کی ادبی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ ان کا ایک اور کارنامہ **"نقوش قرآن نمبر"** (شمارہ ۱۹۹۸، ۱۴۳، اور شمارہ ۲۰۰۱، ۱۴۶، ۱۴۵) کی اشاعت ہے۔ پھر کئی سال تک اس کی اشاعت موقوف رہنے کے بعد "رسول نمبر" کی تیرہ جلدوں کی اشاعتِ نو ہوئی تو شائقین نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اب یہ پھر مارکیٹ میں دستیاب نہیں۔ "نقوش" کے شائع کردہ نمبروں کی آج بھی شائقینِ ادب، محققین اور ناقدین کو تلاش رہتی ہے لہذا اس کی دوبارہ اشاعت ادبی دنیا کے لیے ایک گراں مایہ عطیے سے کم نہ ہوگی۔

حوالہ جات

۱. احمد ندیم قاسمی، "ایک رودادِ رفاقت و محبت" مشمولہ: "نقوش" محمد طفیل نمبر، جولائی ۱۹۸۷ء، ادارۂ فروغِ اردو، لاہور، ص ۱۷
۲. احمد ندیم قاسمی (مدیر)، "طلوع" مشمولہ "نقوش"، شمارہ نمبر ۳، مئی ۱۹۴۸
۳. احمد ندیم قاسمی، "ایک رودادِ رفاقت و محبت"، ص ۱۷
۴. ایضاً، ص ۱۸، ۱۹
۵. وقار عظیم، سید، "طلوع" مشمولہ "نقوش"، شمارہ ۱۱، مئی ۱۹۵۰ء، ص ۴
۶. جاوید طفیل، "طلوع"، مشمولہ: "نقوش"، شمارہ نمبر ۱۳۶، ۱۹۸۷ء، ص ۴
۷. محمد طفیل، "نقوش" طفیل نمبر، ص ۵۹۲

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۸. انور سدید، ڈاکٹر، "پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ"، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، جنوری ۱۹۹۲ ص۱۳۹، ۱۴۰

۹. سید معین الدین، ڈاکٹر (مرتب)، "نقوش کے خاص نمبر" مشمولہ: "محمد نقوش"، کاروانِ ادیب ملتان صدر، ۱۹۸۳ء، ص۱۰۷۔۱۵۹

۱۰. محمد طفیل، "طلوع" مشمولہ: "نقوش" افسانہ نمبر، شمارہ ۵۳، ۵۴، دسمبر ۱۹۵۵، ص ۴

۱۱. محمد طفیل، "طلوع" مشمولہ: "نقوش" غزل نمبر ۴، ۱۹۸۵ء ص ۴

۱۲. ایضاً

۱۳. محمد طفیل "طلوع"، "نقوش" شخصیات نمبر (حصّہ اوّل)، شمارہ نمبر ۴۷- ۴۸، جنوری ۱۹۵۵ء، ص ۴

۱۴. محمد طفیل "طلوع"، "نقوش" شخصیات نمبر (حصّہ دوّم)، شمارہ نمبر ۵۹۔ ۶۰، اکتوبر ۱۹۵۶ء، ص ۴

۱۵. محمد طفیل "طلوع"، "نقوش" مکاتیب نمبر، نومبر ۱۹۵۷ء، ص ۴

۱۶. محمد طفیل "طلوع"، "نقوش" خطوط نمبر حصّہ اوّل، اپریل، مئی ۱۹۶۸ء ص ۴

۱۷. ایضاً

۱۸. عبدالقوی دستوی، "نقوش مکاتیب و خطوط نمبر" (مضمون) مشمولہ: "نقوش" محمد طفیل نمبر، ص ۴۵۶

۱۹. محمد طفیل، "طلوع" مشمولہ: "نقوش" خطوط نمبر اوّل، ص ۴

۲۰. ایضاً

۲۱. محمد طفیل، "طلوع" مشمولہ: "نقوش" طنز و مزاح نمبر، شمارہ نمبر ۷۱، ۷۲، جنوری فروری ۱۹۵۹ء، ص۸

۲۲. وزیر آغا، ڈاکٹر، "شام کی منڈیر سے" (آپ بیتی)، مکتبۂ فکر و خیال، لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۷

۲۳. جان کیٹس، "نقوش" آپ بیتی نمبر، شمارہ ۱۰۰، جون ۱۹۶۴ء، ص ۹۷۴

۲۴. محمد طفیل، "طلوع"، مشمولہ: "نقوش"، غالب نمبر، شمارہ ۱۱۱، اپریل ۱۹۶۹ء، ص ۵

۲۵. ایضاً، ص ۵

۲۶. محمد طفیل، "اس شمارے میں" مشمولہ: "نقوش" غالب نمبر ۲، شمارہ ۱۱۳، اکتوبر ۱۹۶۹ ص ۳

۲۷. غلام رسول مہر، مولانا، مشمولہ: "نقوش" غالب نمبر ۳، شمارہ ۱۱۴، نومبر ۱۹۶۹ء ص ۱۴

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۲۸. معین الرحمٰن فاروقی، سید، "نقوش اور مطالعہ غالب" (مضمون) مشمولہ: "نقوش" محمد طفیل نمبر، جولائی ۱۹۸۷ء، ص ۴۹۵

۲۹. رفیع الدین ہاشمی، "طفیل اور نقوش کے اقبال نمبر" (مضمون) مشمولہ: "نقوش" محمد طفیل نمبر، ص ۵۱۲

۳۰. گیان چند جین، ڈاکٹر، "نقوش کا ادبی معرکے نمبر" (مضمون) مشمولہ: "نقوش" محمد طفیل نمبر، ص ۵۳۴

۳۱. محمد طفیل، "اس شمارے میں" مشمولہ: "نقوش" میر انیس نمبر، نومبر ۱۹۸۱ء، ص ۶

۳۲. محمد طفیل، "طلوع" مشمولہ: "نقوش" ص ۴

۳۳. کسریٰ منہاس، "نقوش کا میر انیس نمبر" (مضمون) مشمولہ: "نقوش" میر انیس نمبر، ص ۵۴۹

۳۴. گیان چند جین، ڈاکٹر، "نقوش کا ادبی معرکے نمبر" (مضمون) مشمولہ: "نقوش" محمد طفیل نمبر، ص ۵۲۸

۳۵. ذوالفقار علی بھٹو، "محمد نقوش"، ص ۱۹